

از الفضل اللہ بیحد یوتیہ یشتاعہ بحسبہ بیعتک باک ما جہو



Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۸ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۳۲ء یکشنبہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ جلد ۱۹

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
ہر مسلمان کیسے عربی زبان کا لکھنا ازیں ضروری ہے

المنیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ بنعمہ العزیز کو ۲۱ مارچ سے پیش کی تکلیف ہو گئی کہ احباب حضور کی سنت کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور کے حرم ثالث کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت اتفاق ہے۔
جناب مفتی محمد صادق صاحب سلسلہ کی بعض ضروری خدمات کی انجام دہی کے لئے ۲۸ مارچ وہی تشریف لے گئے۔
۳۱ مارچ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کٹر کیش کے کام کے سلسلہ میں علاقہ جہلم کی طرف روانہ ہوئے۔
چ بہت اللہ کے لئے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بری کپٹن حکیم فضل الرحمن صاحب سید افریقہ اور نائب نور الدین صاحب پشاور صاحب اپنی اہلیہ کے علاوہ حجاز سے۔ خدا تعالیٰ انہیں برکات ارض حرم سے متبع فرمائے۔

ہر ایک شخص صادق اپنے مشوق کی زبان کو کیسے لکھنے کا شوق رکھتا ہے۔ ہر شخص خاص کو محبت الہی کا دھو لے ہے۔ لیکن کلام الہی کے جاننے سے لاپرواہی ہے وہ ہرگز محبت حق نہیں ہے۔ یا تو اس کی حالت و شوق سے خالی نہیں۔ یا تو اس نے عمداً قرآن کریم کے معانی جاننا اور قرآنی زبان کے لکھنے سے اعراض کیا ہے۔ تو اس شخص کا حال تو بھی میں بیان کر چکا ہوں۔ کہ یہ سردہری اب اللہ کے مناسب حال نہیں بلکہ اللہ کو قرآن سے بہت متنفر ہو گیا ہے۔ اور عاشق کو اپنے مشوق سے ہرگز صبر نہیں ہوتا۔ اور بہت قشوق کمال قرآنی زبان کا جاننا ان پر آسان ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ میل علم کی ماہرین و شراوق ہوتی ہیں۔ وہ ان پر آسان ہو جاتی ہیں۔ اور جو کہ سردہری ایک شیعہ نفاق کا ہے۔ اس لئے یہ منافقانہ عملت اور کسل اور سستی ان سے صادر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قرآن کریم تو ان کی جان ہوتا ہے۔ پھر کیونکہ وہ اپنی جان سے الگ ہو سکتے ہیں۔ اور حقیقت جو شخص اللہ کے پیار میں ہو کر نہ قرآن کریم کے معنی سمجھتا ہے۔ اور اس کے معانی معارف سے پرہیز کرتا ہے۔ وہ کتبہ قرآنی میں۔ بلکہ سحر و شیطانی ہے۔ اگر عبادت الہی

اس کی ذمہ داری ہوتی۔ تو اس کی غلطی سے اس کو محروم نہ رہتی۔ پس مفذول اور مفذول کیسے اس سے بڑھ کر کہ کوئی علامت نہیں کہ اس کو دنیا میں آکر اللہ مسلمان کہلا کر اس قدر بھی نصیب نہ ہو۔ کہ قرآن کریم کے معانی اور علوم ضروریہ اور معارف اجماعی سے بچی بچہ خبر نہ ہو۔ اور وہ ملحق یہ ہے۔ کہ ایسا شخص نہایت غبی اور پیدہ اور پیدہ اور حیوان کے قریب قریب ہو جس کو انسانی قوی اور عقل اور فکر سے نہایت کم جھڑک ہے۔ اس لئے وہ قرآنی زبان کے جاننے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ سو ایسا شخص بھی لایق قرب الہی کے معزز درجہ سے شرفیاب نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے شخص کو ولی جاننے والے بھی عشقوں اور گدھوں کے گم نہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ بیعت نہایت بڑے حق کے حق میں لگے نہیں جیتے۔ کہ ہر شخص کو وہ خدمت ملانی ہوئی جو ملایا جائے۔ پھر دوسری نعمتوں سے وہ کبیرہ بے شک ہے۔ اور اگر دوسری نعمت اس سے غائب ہو تو وہ مستحق ہے۔ نہایت اور ایسا اندھیرا کہ جس سے نہیں سکتا۔ اور اس کی انسانی قوی کے معنی دور سے جھڑک ہے۔ سو کہ وہ عبادت اللہ کے طریق سے کہ جو بے ایمانانہ ہے۔ نہایت بڑے حق کے حق میں لگے نہیں جیتے۔ کہ ہر شخص کو وہ خدمت ملانی ہوئی جو ملایا جائے۔ پھر دوسری نعمتوں سے وہ کبیرہ بے شک ہے۔ اور اگر دوسری نعمت اس سے غائب ہو تو وہ مستحق ہے۔ نہایت اور ایسا اندھیرا کہ جس سے نہیں سکتا۔ اور اس کی انسانی قوی کے معنی دور سے جھڑک ہے۔

سورج گوردکھا دنیہ خالص ڈوگرہ راجپوت پلشنوں کے آئندہ بہ نفاذ
کثیر ہمت کے گھاٹ اتار چکے ہیں۔ اب مسلمان کثرت پریشان اور مضرب
ہو رہے ہیں۔ (نامہ نگار)

ذلیلہ اور جوڑیاں نے استغناء کے کہ جس صداقت اور اثبات کا ثبوت دیا
تمام مسلمانان ریاست اس کے مداح ہیں۔ اس کے بعد حکام نے جس
ستم طریقے سے کام لیا ہے۔ وہ بھی اپنا جواب نہیں رکھتی۔ مسلم نائید سے
تو اس نیا پر کانفرنس سے غلطہ ہو گئے۔ کہ کانفرنس میں مسلم نائید کی
گٹھ پر کھنڈ چھری چلائی گئی ہے۔ اور حکومت نے اپنے ڈھب کے دو پار
مشترک ٹوٹی مسلمانان خود انتخاب کر لئے ہیں۔ جو سیاست تو دور کنار
معمولی نوشت و خواند میں بھی کامل دستگاہ نہیں رکھتے۔ اور حکومت ہے۔
کہ حالات کو پیچیدہ تر بنانے میں تلی ہوئی ہے۔ چوہدری محمد رمضان
کی ملک کر نل حیدر علی ساکن ضلع میرپور جو قوم فرشتی میں کافی شہرت
رکھتا ہے ہا کا انتخاب مسلمانوں کے دشمنوں پر نیک پاشی کا مترادف ہے
آپ نے موجودہ تحریک میں مسلمانوں کو بے حد نقصان پہنچایا ہے بلایت
کا یہ عالم ہے کہ آپ معمولی اردو بھی اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ اپنے
ایک بار جامع مسجد میرپور میں اپنی حرکات پر پشیمانی کا اظہار کرتے

جہلم ۲۰ مارچ۔ ریاست جوں علاقہ میرپور سے بہت اے مسلمان
مرد عورتیں بچے تباہ حالی میں علاقہ انگریزی میں آ رہے ہیں۔ اس وقت
تک تین ہزار سے زائد صرف شہر جہلم میں آچکے ہیں۔ باقی گاؤں میں
جو لوگ ہیں۔ ان کی تعداد کا علم نہیں۔ ان کی خود ووش اور دانش کا
انتظام ہر فرقہ کے لوگ کر رہے ہیں۔ رعیت کمپنی جس کے ہاتھ میں
انتظام ہے۔ اس کے صدر عائد نور محمد صاحب ایجنسیل کسٹرن اور نائب
بابو عطاء محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم ہیں۔ مہاجرین کے واسطے طرح
کا انتظام احسن طور پر ہو رہا ہے۔ افراد یوں کا اس میں کوئی
خاص دخل نہیں۔

اخبار انقلاب مورخہ ۳۰ مارچ میں ڈکٹیٹر مجلس احرار کا ایہ اعلان
 کہ جماعت احرار سے دوسرے مسلمانوں کے انتظام کو رہی
 ہے۔ یا نکل غلط اور گمراہ کن ہے۔ اگر احراریوں نے اس کام
 میں دخل دیا یا اس کو اپنی طرف منسوب کیا۔ تو بہ چادر مظلومین
 کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔
 درحقیقت یہ کام ریضیت کمیٹی مظلومین ریاست کشمیر پر عمل کر رہی
 ہے جس میں ہر طبقہ کے مسلمان متفق طور پر شریک ہیں۔
 طبی امداد کا انتظام بھی کمیٹی غذا کی طرف سے کیا گیا ہے۔
 بیرونجات سے جو احباب چندہ ارسال کر کے ثواب حاصل کرتا
 چاہیں۔ وہ بنام حافظہ محمد صاحب خلیفہ جامع مسجد ختیہ و
 نیو نیل کشن و صدر ریضیت کمیٹی مظلومین ریاست کشمیر شہر جہلم
 (نامہ نگار)

زبانوں پہ مظلوم کی گفت گو ہے۔
 کہ مسلم کا نام پڑا کو کبوتر ہے۔
 شب و روز ہوتی رہی شست و شو ہے۔
 پڑی جو رو سیداد کی بار و جز ہے۔
 میرا دل بھرتا خونِ غم کا سبوت ہے۔
 تمہیں ڈوگر دادر کیا جستجو ہے۔
 یہ پانی ہے بہتا ہوا یا لٹو ہے۔
 خاکسار سید ابوالحسن۔ قدسی۔

لگی آگ کیا اسلام کی سوبسٹو ہے
 بیباک شہر شہر میں کیا ہوا ہے
 پیاروں کی قرقت میں خون جگر سے
 جہاں عندلیبوں کے ہوتے تھے نغمے
 ہنستوں کا یہ حال ہے جب سے دیکھا
 نہ باقی رہی کسر جو رجفنا کی
 ہوا اک سے جائز کو خونِ مسلم

ریاست کشمیر اور ڈلٹن پورٹ کا احترام
 جنوری ۲۸ - مارچ ساگر چہ ڈلٹن پورٹ کو تمام سداؤں نے
 غیر محفوظ قرار دیا ہے۔ کیونکہ رپورٹ مذکور میں حکومت کے
 تشدد پر جہاز کا نشانے لگا کر غریب سداؤں کی پوزیشن کو پسے نے یاؤ
 غیر محفوظ کر دیا ہے۔ لیکن کہیں کہیں سٹر ڈلٹن کو اپنی رپورٹ میں مجبوراً
 لکھتا تھا جس کی بنا پر ہے مثلاً آپ نے حکام کی نااہلیت اور غفلت بھرا
 تو آشکار کرتے ہوئے کشمیر پولیس کے ان افسروں کو جن کا فسادات وغیرہ
 کے موقعوں پر انتظام کے ساتھ براہ راست تعلق تھا۔ ناکارہ ثابت کرتے
 ہوئے پولیس کی از سر نو تنظیم کے ساتھ ساتھ سابقہ نالائق

حکومت کی موجودگی کی طرف سے جو توجہ دلائی ہے۔ اسی نالائق اور
ستعلیٰ فسران پولیس میں ایک ہفتے دیر یہ کرم فرما
چو دہری رام چند ٹوی۔ آئی۔ جی میں۔ جو کسی زمانہ میں پنجاب
پولیس سے یہاں تشریف لائے تھے۔ ۲۔ نومبر ۱۹۳۱ء
کے فسادات جوں کے موقعہ پر آپ نے جس نااہلیت کا
انہ جانب داری کا ثبوت دیا ہے۔ وہ کسی مزید تشریح کی
محتاج نہیں۔ مسلمانان جوں آپ کی مسلم کشی سے بے حد
نالار ہیں۔ کچھ عرصہ رخصت پر رہنے کے بعد آپ میرپور
میں اپنے جیلے دل کے پھپھوے پھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے
مسلمانان جوں کے شور و غوغا کا اتمام غریب مسلمانان
میرپور سے لینا شروع کیا ہے۔ اب تک سینکڑوں ناکردہ
گنہ مسلمان آپ کے تعصب کا خاکہ دیکھ کر مصائب قید و بند

جس کو پچھلے میں آپ نے شیخ عبدالرحیم ہنسکے طور پر پولیس کو میرا پور سے
اس نے تبدیل کر دیا ہے کہ وہ مسلمان ہونے کا وجہ سے آپ کی
من مانی کارروائیوں میں ارجح ہو رہے تھے۔ مسلمانان ریاست حیران
ہیں کہ اگر حکومت خود ٹرین رپورٹ کا احترام نہ کرتے ہوئے چوہدری
نام چند جیسے مسلم نا اہل اور متعصب افسران پولیس کو ملوث نہ کریں کرنا
چاہتی۔ تو پھر آخر ٹرین کشین پر اس قدر کثیر رقم خرچ کرنے۔ اور
مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاخی کی کیا ضرورت تھی۔ کیا مسٹر کالون
ٹرین رپورٹ کی سفارشات کے ماتحت چوہدری رام چند کے عظیم دستم
سے غریب مسلمانان ریاست کو نجات دلائیں گے۔ (نامہ نگار)

کشمیر گول منیر کا نقشہ اور مسلم ہائے ہندگی

۷۸۔ جہتوں ۷۸۔ ازج بکشتہ گول میز کانفرنس سے اچھوڑی محمد رمضان

کشمیر میں خاص سکھ آؤڈوگرہ فوج

جوں ۲۸۔ ادرچ۔ معلوم ہوا ہے کہ ریاست کشمیر کو ہندو گھرنٹ
نے دونی رجنٹیں بنانے کی امارات دے دی ہے۔ چنانچہ ایک رجنٹ
کی بھرتی کے احکام میں صادر ہو چکے ہیں۔ جس میں خالص سکھ اور دیگر
راجپوت بھرتی کئے جائیں گے۔ توجی ملازمتوں میں پہلے ہی مسلمانوں کا
تناسب آئے میں نہ کہ کے برابر ہے۔ حالانکہ مسلمانوں میں اکثر قومیں
جنگ جو سمجھی جاتی ہیں چارچرہ جنگ عظیم میں ریاست کے مسلمانوں نے
انگریزی فوج میں بھرتی ہونے کا نام پید کیا ہے۔ اور آج بھی مسلمانوں
کی اکثر تعداد سرکار انگریزی کی فوج میں نوکر ہے۔ بیشتر کے مسلمان

مستشرقین کی اس کتاب کا مفصلہ

مستریان مبالغہ عبد الکریم - فاضل کریم - زاید - اور عبد الرحمن
کو دیوان ہری دیش لال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول بشالہ کی
عدالت سے ۲۲ - فروری کو زیر دفعہ ۱۵۳ - چھ چھ ماہ قید محنت اور
ایک ایک سو روپیہ جرمانہ کی جو سزا ہوئی تھی۔ اس کے خلاف انوں نے
مبیش جج رائے صاحب لالہ شمشہر لال صاحب گورداسپور کی عدالت میں
اپیل دائر کر رکھی تھی۔ مبیش جج نے ۲۰ - مارچ اس کا فیصلہ سنادیا۔ عبد الکریم
کی پہلی سزا چھ ماہ قید محنت اور سو روپیہ جرمانہ بھلا رکھی اور دوسروں کو پھر
قرار دیتے ہوئے سو سو روپیہ جرمانہ اور ۳۰ - مارچ تک اس کی سزائے قید کا فی قرار دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱ قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۲ء جلد ۱۹

آل انڈیا مسلم کانفرنس کا خطبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانان ہند خیالات کی دلیرانہ رجحانی

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے سالانہ اجلاس لاہور میں بحیثیت صدر جو خطبہ پڑھا۔ وہ نہ صرف فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے قابل ستائش ہے بلکہ مسلمانوں کے خوابیدہ جذبات اور احساسات کو بیدار کرنے، صورت حال کا صحیح اندازہ لگانے، اور اپنی غریبی اور قومی زندگی کو ذمہ داری پر قرار دینے، بلکہ اسے شاندار بنانے کے لئے بھی بہترین چیز ہے۔ اور اس میں مسلمانوں کی ترجیحی کرنے کا حق نہایت عمدگی اور دلیری سے ادا کیا گیا ہے۔

آئندہ دستور اساسی اور مسلمان

چونکہ اس وقت مسلمانان ہند کے مذہبی سیاسی، تمدنی اور معاشرتی معاملات پر سب سے زیادہ اثر ڈالنے والی چیز آئندہ دستور اساسی کی ترتیب ہے جس کے سلسلہ میں دربار لندن میں گول میز کانفرنس گفت و شنید کر چکی ہے۔ اور اب مختلف سب کمیٹیاں ہندوستان میں اور حکومت برطانیہ کے ذمہ دار ارکان لندن میں عوز و خوض کر رہے ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے صرف اپنے خطبے میں اس طرف خصوصیت سے توجہ مبذول کی اور واقعات کے رُو سے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ کانگریس کے واحد نمائندہ گاندھی جی نے مسلمانوں کے حقوق تسلیم کرنے اور ان کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے لئے کس طرح دیدہ و دانستہ اغراض سے کام لیا۔

انگریزوں سے منصفانہ فیصلہ کا مطالبہ

اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی بتایا کہ جب ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے سے قطعاً انکار کر دیا اور مسلمانوں پر ثابت ہو گیا کہ ہندوؤں ان تحفظات کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں جن کو مسلمان ایک ایسی قوم کی حیثیت سے جو اپنی زندگی خود مختار اور بسر کرنے کا عزم رکھتی ہے، ترک نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کے ترک میں مسلمانوں کا استیصال محض ہے۔ تو ہندو مسلمانوں نے انگریزوں سے منصفانہ فیصلہ

کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ انہوں نے جب سے اس ملک کو مسلمانوں سے لیا ہے وہ ہمیشہ اس بات کے دعوے دار رہے ہیں۔ کہ ان کی حیثیت ہندوؤں کی مختلف اقوام میں توازن قائم رکھنے کے لئے ایک غیر جانبدار ثابت کی ہے۔

مسلمانوں کی مایوسی

لیکن مسلمانوں کو یہ دیکھ کر بہت مایوسی ہوئی کہ قدیم برطانوی جرات و دیانت کی جگہ ایک ترس و زلل اور غیر مستقل حکمت عملی نے لے لی ہے جس پر کوئی اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اور فقرہ دار سمجھوتہ کے متعلق حکومت کی موجودہ روش سے مسلمانوں کے دلوں پر طبعاً خطرات طاری ہو گئے۔ کیونکہ ان کا خیال ہے کہ حکومت برقیہ پر کانگریس کا تعاون خریدنے کی کوشش کرے گی۔ اور مسلمانوں کے مطالبات کی تکمیل میں تاخیر ہی لے کر جاری رہے گی۔ کانگریس کے ساتھ گفت و شنید کی کوئی نئی بنیاد مل جائے۔

بروقت انتباہ

ان حالات کی وجہ سے سیاسی معاملات کے متعلق حکومت پر بھرپور اعتماد کی پالیسی روز بروز مسلمانوں میں نامقبول ہو رہی ہے اور یہ حکومت ہند اور حکومت برطانیہ کے لئے صدر آل انڈیا مسلم کانفرنس کی طرف سے ایسا اہم اور بروقت انتباہ ہے۔ کہ اس کی طرف فوری توجہ مبذول ہونی چاہیے۔ بالفاظ صدر موصوف مسلمانوں کے مطالبات کے متعلق وزیر اعظم کی خوشی کا نتیجہ کانگریس کے ساتھ جنگ اور باقی ملک کے ساتھ فقدان صلح کی غیر دانشمندانہ پالیسی کے سوا کیا نکلا ہے پھر حال ہی کے ایک سرکاری اعلان میں تسلیم کر لیا گیا ہے کہ فرقہ وارانہ تصفیہ نہ ہو سکتا ہے اس پر اگر کام کیا جائے تو پھر بھی اس میں روکاؤ پیدا ہو رہی ہے جس کا اعلان وزیر اعظم نے اپنے دسمبر کے بیان میں کیا تھا اور وزیر ہند نے تو اپنے پالیٹکس کے تازہ بیان میں صاف طور پر یہ

کہہ دیا ہے کہ

”فرقہ وارانہ مسئلہ کا کسی قسم کا تصفیہ ہونے کے بغیر نہ تو صوبائی میں امنی ترقی کا کوئی اقدام کیا جاسکتا ہے۔ نہ مرکز میں“

تو پھر ایسا ہم معاملہ کا کیوں جلد سے جلد تصفیہ نہیں کر دیا جاتا اور کیوں شکوک و شبہات بے چینی اور بے اعتمادی کو بڑھنے کا موقع دیا جا رہا ہے۔

وزیر ہند نے اس موقع پر بھی تاخیر کی وجہ سے اقلیتوں میں جو اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ اس کے احساس کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ کہ کراچی میں ان کے دلانے کی کوشش کی ہے۔ کہ

”جب وہ گزشتہ ماہ دسمبر میں ہائے الفاظ پر اعتماد رکھتے تھے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ آج ہمارے وعدے پر یقین کر لیں ہم نے کہہ دیا ہے کہ ہم دستور اساسی کے ہر ایک میں اقلیتوں کے فرائض تحفظات پر اصرار کریں گے“

مزید انتظار کی مہلت

اب جبکہ آل انڈیا مسلم کانفرنس نے مزید تین ماہ تک مسلمانوں کو حکومت کے فیصلہ کے انتظار کی زحمت برداشت کرنے کے لئے آمادہ کر لیا ہے۔ تو یہ اتنا کافی عرصہ ہے۔ کہ اس سے زیادہ تاخیر کی کوئی وجہ قابل پذیرائی نہیں ہو سکے گی۔ حکومت کو اس سے زیادہ مسلمانوں کے صبر کی آزمائش کرنے کی غلطی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس عرصہ میں ضرور ان کے مطالبات کی منظوری کا اعلان کر دینا چاہیے۔

صوبہ سرحد اور کشمیر

آئینی اصلاحات کے متعلق مسلمانوں کے جذبات اور احساسات سے حکومت کو آگاہ کرنے کے بعد صوبہ سرحد میں جوش و خروش اور سخت گیری کا دور دورہ ہے۔ اس کو نہ صرف اہل سرحد کے لئے بلکہ خود حکومت کے مفاد کے لئے سخت نقصان رسا ثابت کیا گیا ہے۔ نیز مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل کی طرف دلائل ریاست اور حکومت ہند کو توجہ دلائی گئی ہے۔ اور بتا دیا گیا ہے کہ اگر موجودہ تحریک کے حقیقی معانی صحیح طور سے سمجھے گئے۔ اور اس کے وجہ ان اطراف میں تلاش کئے گئے۔ جن میں وہ نہیں مل سکتے۔ تو پھر اندیشہ ہے کہ حکومت کشمیر کا مسئلہ بہت زیادہ پیچیدہ ہو جائے گا۔

موجودہ حالات میں صوبہ سرحد اور کشمیر کے معاملات، نان ہند کی توجہات کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ اور ان علاقوں کے مسلمانوں کی حالت اور مصائب نے یقیناً انہیں بے تاب کر رکھا ہے۔ اور سیاسیات ہند پر اس کا اثر پڑنا لازمی امر ہے۔ اس لئے حکومت کو ان کے متعلق میں جلد سے جلد ایسا رویتی اختیار کرنا چاہیے جو مسلمانوں کے اطمینان کا باعث بن سکے۔

مسلمانوں کی کانگریس سے علیحدگی

اہم وقتی معاملات کے متعلق انہما خیالات کرتے ہوئے کانگریس

تحریک میں شمولیت سے پُر زور الفاظ میں منع کیا گیا ہے جس کی طرف حکومت کی سرحدوں اور بے انتہائیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے ایک طبقہ کا رجحان ہو گیا اس لئے نہیں کہ مسلمان ہندوؤں کی ترقی کے خواہاں نہیں۔ اس لئے نہیں کہ انہیں آزادی مطلوب نہیں۔ اس لئے بھی نہیں کہ وہ اپنے ملک کی خاطر جانی اور مالی قربانیاں کرنے سے ہچکچاتے ہیں بلکہ اس لئے کہ کانگریس ایک ہی تیر سے دو ٹکڑا کرنا چاہتی ہے۔ وہ اپنی موجودہ جدوجہد سے ایک طرف تو حکومت کو اپنے آگے بھگانا چاہتی ہے۔ اور دوسری طرف اقلیتوں اور خاص کر مسلمانوں کے لئے میں اپنی غلامی کا ادبی طوق ڈالنا چاہتی ہے۔ ایسی صورت میں کس طرح ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کی اس کی طرف تفتت ہو دیا جائے۔

صدر آل انڈیا مسلم کانفرنس نے اپنے خطبہ میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

کانفرنس کے رہنماؤں کا دعوئے ہے کہ تھاروہی باشندگان ہند کے نمائندے ہیں۔ گزشتہ گول میز کانفرنس میں ظاہر ہو گیا کہ ان کا یہ دعوئے صحیح نہیں ہے۔ اس پر وہ طبعاً خفا اور غصہ ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ اب اہل برطانیہ اور ملاتی دنیا ہندوستان میں فرقہ واریت کے فیصلہ کی اہمیت سے پرے طور پر آگاہ ہے انہیں یہ معلوم ہے کہ اقلیتیں ایک میثاق بنا چکی ہیں۔ اور حکومت برطانیہ اعلان کر چکی ہے کہ اگر اہل ہند آپس میں سمجھوتہ نہ کر سکے تو حکومت برطانیہ اپنی طرف سے ایک عارضی فیصلے کو نافذ کر دے گی۔ کانگریس رہنماؤں کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ حکومت برطانیہ عارضی فیصلے میں اقلیتوں کے مطالبات مان نہ لے۔ لہذا انہوں نے موجودہ ہم شروع کر دی ہے تاکہ ایک بے بنیاد دعوئے کے لئے مسلمان تقویت ہم پہنچائیں۔ اس میثاق کو ناکام رکھیں جس کے شامل دستور ہو جانے کا انہیں اندیشہ ہے۔ اور حکومت کو مجبور کریں کہ وہ اقلیتوں کا مسلسل صرف کانگریس کے ساتھ ملے کرے کانگریس کی جس قرارداد کی رو سے سول نافرمانی کی ہم شروع ہوئی ہے اس میں صاف صاف کہہ دیا گیا ہے کہ حکومت نے چونکہ ہمارا گناہی کو ملک کا واحد نمائندہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے کانگریس نے سول نافرمانی کا فیصلہ کیا ہے۔ پھر وہ اقلیت کس طرح ایک ایسی ہی ہم میں شریک ہو سکتی ہے۔ جو نفس حکومت ہی کے خلاف ہیں بلکہ خود اس اقلیت کے بھی ایسی ہی خلاف ہے۔

اسی سلسلہ میں آپ نے کہا:

”اس جنگ میں شریک ہونا حماقت ہے جس میں فتح و نصرت کے ثمرات ان لوگوں کے ہاتھ میں چلے جانے کا اندیشہ ہو جو یا تو کھلے دشمن ہیں یا ہمارے جائز سیاسی مقاصد کے ساتھ کوئی ہم مددگار نہیں کہتے“

حکومت کا فرض

کانگریس سے ملحدہ ہونے کے متعلق اس سے واضح تحریک اور انہیں

ہو سکتی۔ اور جس حیثیت القوم مسلمانوں نے کانگریس سے ملحدہ ہونے کا جو ثبوت پیش کیا ہے۔ اس کا اعتراف خود حکومت برطانیہ کو بھی ہے۔ یوں بھی حکومت کا یہ خود تجویز کردہ فرض ہے کہ اقوام ہند میں توازن قائم کرنے کے لئے منفعتانہ فیصلہ کرے۔ لیکن اب جبکہ مسلمانوں نے بڑے بڑے محرکات کے باوجود کانگریس میں شمولیت اختیار نہیں کی۔ اور اس وقت تک اپنے حقوق و مطالبات کے لئے پُراسن اور آئینی جدوجہد کر رہے ہیں۔ کس قدر رنج کی بات ہے۔ اگر حکومت منفعتانہ رویہ اختیار نہ کرے۔

غرض حکومت کے سامنے مسلمانوں سے تعلق رکھنے والے اور کھول کر رکھ دیئے گئے ہیں۔ اور ان کے عواقب و نتائج بھی پوری طرح آگاہ کر دیا گیا ہے۔ اب یہ حکومت کا کام ہے کہ جلد سے جلد صحیح راستہ اختیار کر کے اپنی روایتی انصاف پسندی کا ثبوت دے۔ یا تشریل اور غیر مستقل حکمت عملی پر کاربند رہ کر تشویش ناک حالت میں اضافہ کرتی رہے۔

کشمیر کے نظام حکومت کے متعلق

سابق ہوم ممبر کا بیان

سر مرزا ظفر علی صاحب جی ہوم ممبر ریاست کشمیر نے اپنے مختصر زمانہ وزارت میں مسلمانان جموں و کشمیر کے حقوق و مفادات کی حفاظت کے لئے کچھ کیا ہو۔ یا نہ کیا ہو مستغنی ہونے کے بعد جی بیان ”ایئرٹن ٹائمز“ کے نامہ نگار کو دیا ہے۔ وہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ سر مرزا صرف حکومت کشمیر نے مسلمانوں کی طرف سے بے اعتمادی کا کھلم کھلا اظہار ہونے کے باوجود عمدہ وزارت پر شکن کر دیا تھا۔ اب جبکہ وہ ناموافق حالات سے مجبور ہو کر مستغنی ہو چکے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ نہ صرف بیرونی حلقے۔ بلکہ خود ریاست بھی ان کے بیانات کو شک و شبہ بالائد اور رنگ آمیزی سے بالا نہ سمجھے۔

سر مرزا نے مسلمانان کشمیر کی سیاسی اور سوشل حالت کے متعلق استفسار کا جواب دیتے ہوئے کہا ہر حیثیت سے مسلمانوں کی حالت نازک ہے۔ ان میں تسلیم کو راجح کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے لیکن ترقی کی رفتار بہت سست ہے۔ مسلمان تعلیم کی تعداد بہت ہی کم ہے۔

پولیس اور ایگزیکٹو افسروں کے ظلم و استبداد سے مسلمانوں کو بچانے کے متعلق آپ نے کہا۔ اب لوگوں میں اپنے حقوق کے لئے بے ساری پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن جب تک تعلیم عام نہ ہو جائے نہیں اس قسم کے مظالم سے بچانے کے لئے کوئی مؤثر طریق اختیار کر سکتی

تجویش نہیں کی جاسکتی۔ لیکن نظام سلطنت کو مسلمانوں کے لئے موافق اور ہمدرد بنانے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ مسلمان افسران کی تعداد میں کافی اضافہ کیا جائے۔ اس وقت تو اس میں کمی ہے۔ کہ وزیر اعظم سے لے کر نیچے تک ہر محکمہ پر غیر مسلم افسر چھائے ہوئے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے۔ کہ جب ذاتی اغراض سامنے آجاتی ہیں۔ تو وہ مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کے مقصدیات کو ملحوظ نہیں رکھ سکتے۔ مسلمانوں کی شکایات کو دور کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے۔ کہ ریاست کی ملازمتوں میں انہیں پورا حصہ دیا جائے اور رعایا کی شکایات معلوم کرنے کے لئے نمائندہ مجلس قائم کی جائے۔

اس نہایت اہم بیان سے موجودہ نظام حکومت کی فوری اصلاح اور مسلمانوں کی شکایات کے انسداد کی ضرورت بالکل واضح ہے لیکن افسوس کہ ریاست دیدہ دلستریت و عمل سے کام لے رہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پنجاب یونیورسٹی اور مسلمان

پنجاب یونیورسٹی اگرچہ سرکاری یونیورسٹی ہے۔ لیکن اس کے نظم و نسق اور انتظامات پر مدت دراز سے ہندوؤں کو ایسا قبضہ و تصرف دے دیا گیا ہے کہ اسے ہندو یونیورسٹی کہنا چاہیے۔ اس میں مسلمانان پنجاب کے مفاد کو نہایت بے دردی سے پامال کیا جا رہا ہے۔ جس کے خلاف اسلامی اخبارات ملت سے آواز بلند کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی شکایات وضاحت کے ساتھ حکومت کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ لیکن تامل کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ یونیورسٹی کے موجودہ جسٹس اور جسٹسز میں ملازمت سے سبکدوش ہونے والے ہیں۔ ان کی جگہ یونیورسٹی کی سنگٹ کیٹ ایسی سے کسی غیر مسلم کے تقرر کا انتظام کر رہی ہے اور اس مقصد کے لئے جو سب کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ اس نے موجود سب جسٹسز کے حق میں فیصلہ کیا ہے۔ جو ہندو ہے۔

اگر پنجاب یونیورسٹی نے اس فیصلہ کو منظور کر لیا۔ اور مسلمانان پنجاب جو مدت دراز سے یہ مطالبہ کرتے چلے آئے ہیں کہ ان کے مفاد کے تحفظ کے لئے جسٹسز کے عہدہ پر کسی مسلمان کو مقرر کیا جائے۔ اب بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ تو مسلمان اسے آسانی کے ساتھ برداشت نہ کر سکیں گے۔ حکومت پنجاب کو اس معاملہ میں دخل دے کر مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کا انتظام کرنا چاہیے۔

پنجاب کیٹ باکسی اور مسلمان

پنجاب کی تعلیمی رپورٹ بابت ۱۹۳۱ء سے معلوم ہوا ہے کہ اس سال کسی ایک مسلمان محنت کو بھی اس کی تعینیت پر چھوٹے سے چھوٹے انعام کا

کشمیر کے متعلق سر مرزا ظفر علی صاحب جی ہوم ممبر ریاست کشمیر نے اپنے مختصر زمانہ وزارت میں مسلمانان جموں و کشمیر کے حقوق و مفادات کی حفاظت کے لئے کچھ کیا ہو۔ یا نہ کیا ہو مستغنی ہونے کے بعد جی بیان ”ایئرٹن ٹائمز“ کے نامہ نگار کو دیا ہے۔ وہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ سر مرزا صرف حکومت کشمیر نے مسلمانوں کی طرف سے بے اعتمادی کا کھلم کھلا اظہار ہونے کے باوجود عمدہ وزارت پر شکن کر دیا تھا۔ اب جبکہ وہ ناموافق حالات سے مجبور ہو کر مستغنی ہو چکے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ نہ صرف بیرونی حلقے۔ بلکہ خود ریاست بھی ان کے بیانات کو شک و شبہ بالائد اور رنگ آمیزی سے بالا نہ سمجھے۔

ایک کہانی کے چند اعتراضات کے جواب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احدیت پر اعتراضات کے جواب

کوٹ کے ماسٹر نظام الدین صاحب نے چند دنوں سے یہ شور مچا رکھا ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ اسلامی مستقات کے در سے نفوذ باشر مسلمان ثابت نہیں ہو سکتے میٹھن صاحب کی اس بے ہودہ سرانی کا مبسوط جواب ایک گزشتہ اشاعت میں شائع کیا جا چکا ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سیار ایک سچے مسلمان کے لئے ضروری قرار دیئے ہیں وہ تمام بدرجہ اتم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائے جاتے ہیں۔ اس صحبت میں بھی ہم ماسٹر صاحب کے بعض اعتراضات کی نفوذ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کی محبت دینی وہ شخص جسے پیدا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پر مبنی کا بھی اتفاق ہوا تو وہ اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق اور آپ کی محبت والفت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں مرکوز تھی۔ اس کی نظیر ملنا ناممکن ہے۔ آپ کے رگ اور ریشہ اور ظاہر باطن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مستولی تھی چنانچہ اسی سرشاری میں آپ فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بیشن محمد مختتم
گر کفر میں بود بخدا سخت کافر
یعنی اللہ تعالیٰ کے عشق کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں جو رہوں اگر ہی کفر ہے۔ تو بخدا میں سخت کافر ہوں۔

پھر فرماتے ہیں۔
اس نور پر فہم ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چن کر کیا ہوں بس فیصلہ ہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدا یا
پھر جس نے حق دکھایا وہ نقیاب ہی ہے

جس انسان نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اپنی قلبی کیفیات کا اس طرح اظہار کیا ہو۔ اس کی نسبت یہ کہنا کہ اس کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت نہیں تھی۔ اور اس نے آپ کی امانت کی۔ اتنی بڑی انصاف و ادب ہے جس سے ہر شریف انسان کو بے جا بیٹے مگر تعجب ہے ماسٹر نظام الدین صاحب اور ان کے ایک ہمنوا نے اس قسم کے تمام حوالوں سے جن کی

تقداد بہت زیادہ ہے تاکہ میں بند کر کے اپنے آئینہ میں بغیر حوالہ دینے اور بغیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا ایک لفظ بھی اصل کتاب سے پیش نہ کر سکے۔ بلکہ یہ ہے کہ آپ نے نفوذ باشر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی ہے۔ ذیل میں ہم ان کے پیش کردہ امور کا بالتفصیل جواب درج کرتے ہیں۔

حاجۃ الارض اور یا جوج ماجوج کی حقیقت سب سے پہلی بات جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت کے ثبوت میں معترض صاحب نے پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔
حاجۃ الارض۔ یعنی علیہ السلام یا جوج ماجوج کی حقیقت آپ کو معلوم نہیں ہوئی۔ اور مجھ پر بوجہ اتم معلوم ہو گئی۔

حالانکہ یہ صرف الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہیں۔ بلکہ مفہوم اور مطلب بھی خود تراشیدہ ہے۔ اور اس کا اقتضا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اعتراض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ لکھا۔ اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ اس پر اگر ماسٹر نظام الدین صاحب یا ان کے کسی ایکسٹنڈیون کو اعتراض تھا۔ تو ان کا فرض تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل کتاب دیکھتے۔ یا کم از کم اس رسالہ ”ظہار حقیقت“ کا ہی مطالعہ کرتے جو انہیں احمدیہ کو ہاشائے گزشتہ سال شائع کیا۔ اور جس میں اس اعتراض کا تفصیلاً جواب موجود ہے۔ بات یہ ہے کہ ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ امر بیان فرمایا ہے کہ بعض دندہ پیشگوئیوں کی اصل حقیقت خود ہم پر بھی نہیں کھلتی۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں۔

اصل حوالہ
”اے نبی ہمارے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا کلمہ بوجہ موجود ہونے کسی منور کے موبہ مشکشف نہ ہوئی ہمارے دجال کے شرباع کے گہرے کی کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عقیقہ تک اس وحی الہی نے اطلاع دی ہو۔ اور نہ حاجۃ الارض کی ماہیت لکھا ہے ہی ظاہر قرآنی گئی ہو۔ اور صرف اللہ قریب اور درشت شاہ اور امور مشاکلہ کے طریق بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بدرجہ انسانی قوی کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھا گیا ہو۔ تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ اور ایسے امور میں اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں

تو شان نبوت پر کچھ جائے حزن نہیں ہے۔“
عبارت کی تشریح
اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین لازم آتی ہو۔ اور کہیں بھی یہ لفظ موجود نہیں کہ دجال اور یا جوج ماجوج کی حقیقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو ظاہر نہ ہوئی تھی۔ مگر مجھ پر ظاہر ہو گئی۔ یہ عبارت اور معترض کے پیش کردہ الفاظ صریح طور پر آپس میں تضاد رکھتے ہیں۔ اور ہم حیران ہیں کہ اس قدر تحریف سے کیوں کام لیا گیا۔

اس عبارت سے محضات ظاہر ہے کہ اس میں کسی پہلو سے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین نہیں کی گئی۔ بلکہ کامل طور پر آپ کی عزت اور مرتبہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابن مریم یا دجال وغیرہ کی کچھ بھی حقیقت ظاہر نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ یہ فرماتے ہیں کہ اگر ایسا کہا جائے کہ آپ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ ”موبہ مشکشف“ نہ ہوئی تھی اور نہ دجال کے شرباع کے گہرے کی اصل کیفیت کھلی تھی۔ اور نہ یا جوج ماجوج کی ”عقیقہ تک“ وحی الہی نے اطلاع دی تھی۔ اور نہ حاجۃ الارض کی ”ماہیت لکھا ہے“ ظاہر ہوئی تھی۔ اور صرف اللہ قریب اور درشت شاہ اور امور مشاکلہ کے طریق بیان میں بہانہ تک غیب محض کی تفہیم بدرجہ انسانی قوی کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھا گیا ہو۔ تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔

گویا جہاں تک غیب محض کی تفہیم ممکن تھی۔ اس حد تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت مشکشف فرمائی گئی تھی۔ مگر موبہ آشکات اصل کیفیت اور ماہیت لکھا ہی تھی آپ پر ظاہر نہیں ہوئی۔ مگر اس سے آپ کی توہین لازم نہیں آتی۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں۔

”ایسے امور میں اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں۔ تو شان نبوت پر کچھ جائے حزن نہیں ہے۔“

خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسلیم فرمایا ہے کہ بعض دفعہ ہم پر حقیقت کاملہ کا انکشاف نہیں ہوتا۔ اور اس لئے اگر وقت ظہور غیر معلومہ جزئیات ظاہر ہو جائیں۔ تو یہ جائے تعجب نہیں۔
اجتناب ادبی غلطی
حدیثوں میں اسکی تین مثال یہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیار دیکھا کہ آپ ایک ایسے مقام پر ہجرت کر گئے ہیں جہاں کھجور کے درخت ہیں تو آپ نے خیال فرمایا کہ اس سے بھلا یا کھجور مراد ہے۔ مگر بعد میں ظاہر ہوا کہ اس سے مراد تھا پس خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار موجود ہے کہ آپ وحی الہی سے کچھ لاندہ کچھ مجھو مطلب کچھ لاندہ کچھ

یہی امر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ بالا الفاظ میں بیان فرمایا۔ تو اس پر اعتراض کرتا حد درجہ جسے کن نادانی اور جہالت نہیں۔ تو اور کیا ہے

برکات و فیوض کا منبع رسول کریم صلعم ہیں

حضرت سید محمود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سند صحیح بالا احوال پر
غور کرنے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں آپ نے نہ تو اپنے علم کی
نفیست بیان کی ہے نہ ہی علم نبوی کی تحقیر کی۔ بلکہ رسول
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نبوت کی وضاحت کی گئی ہے
پھر جبکہ حضرت سید محمود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ ہے
کہ کل بركة من محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہر بركت
اور فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی حاصل ہوتا ہے نیز
آپ فرماتے ہیں :

میرے لئے اس نصحت کا پانا ممکن نہ تھا۔ اگر میں اپنے سید
مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اس پیروی سے
پایا۔ اور میں اپنے بچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان
بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کا س نہیں پہنچ سکتا
اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۶۱ و ۶۲)

اور جبکہ آپ فرماتے ہیں اور

ایک قدم دوری اذان عالی جناب
 نزد ما کفر است و خسران و تباب
 تو آج کے تعلق یہ کہنا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی جگہ کی بہت سی ٹبری کذاب آفرین ہے +

صریح تحقیق

دوسری بات محترم نے یہ بیان کی ہے کہ حضرت سیح موحود
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کسی تصنیف میں یہ رقم فرمایا ہے کہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی مشکوئیں پوری نہیں
ہوئیں۔ حالانکہ یہ بھی سراسر غلط ہے۔ کسی جگہ بھی حضرت سیح موحود
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں لکھا۔ اگر محترم کو صداقت اور رتباؤ
کا کچھ بھی پاس ہو۔ تو وہ حضرت سیح موحود علیہ السلام کی کسی تحریر سے
اس قسم کے الفاظ دکھائے۔

انشارات کی تعداد پر اعتراض

تفسیر کلمات یہ بیان کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
 لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو صرف تین ہزار
 معجزات ظاہر ہوئے تھے مگر میرے لئے اللہ تعالیٰ نے تین لاکھ معجزات ظاہر
 فرمائے اس کا جواب اگرچہ بہت دلوں دیا جا چکا ہے مگر اب پھر بتاتے
 ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا یہ اعتراف موجود ہے کہ آپ
 کے معجزات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کم ہیں چنانچہ حقیقۃً
 میں تحریر فرماتے ہیں مگر یہ اعتراف ہو کہ اسبغہ وہ معجزات کہاں ہیں تو

میں صرف ایسی جواب نہیں دوں گا۔ کہ میں حجرات دکھلا سکتا ہوں، بلکہ خدا
 کے فضل اور کرم کے سیرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت
 کرنے کے لئے اس قدر حجرات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے
 آئے ہیں جنہوں نے اس قدر حجرات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے
 کہ اس نے اس قدر حجرات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باسٹنا ہمارے
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا
 ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔ (صفحہ ۱۱)
 مگر یا حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمادیا ہے کہ
 آپ کے حجرات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہر صورت کم
 ہیں جب آپ کا اپنا اقرار یہ ہے تو یہ کی طرح ماننا جا سکتا ہے کہ آپ
 نے کسی جگہ اپنے حجرات کو دیا رہ قرار دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے تین ہزار حجرات کا میں جگہ حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
 نے ذکر فرمایا ہے وہ تحفہ گوڑہ کی یہ عبارت ہے۔

”پھر پیشگوئیاں کچھ ایک دہائیوں میں نہیں بلکہ اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں جو کتاب تریاق العکوب میں درج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا ختم کا ذکر کرتے رہنا کس قدر غفلت کو دھوکا دیتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار ہجرات کا ذکر کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظہور میں آئے۔ اور عیسیہ کی پیشگوئی کا بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی۔ یا مثلاً حضرت مسیح کی صاف اور صریح پیشگوئیوں کا کبھی کسی کے پاس نام نہ لے۔ اور بار بار ہنسٹھٹھے کے طور پر لوگوں کو یہ کہے کہ کیوں صاحبِ دہو مدہ پورا ہو گیا جو حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ ابھی تم میں سے کوئی لوگ (ندہ ہوں گے جو میں پھر وہیں آؤں گا) (م ۳۰)۔ اس میں کسی پہلو سے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین نہیں کی گئی کیا یہ کہنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تین ہزار ہجرات ظاہر ہوئے۔ اور میری اسی تم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں“ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہر ذہن شخص جس کے دماغ میں ذرہ بھر بھی عقل و شعور کا مادہ ہو وہ اس

نشان اور مجزہ میں فرق

دوسرا حوالہ عموماً معترضین پیش کیا کرتے ہیں۔ اور جہاں
حضرت سید محمود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کئی لاکھ فسانات کا ذکر
فرمایا ہے۔ یہ ہے۔

”جمہیر نے نشان ظاہر ہوئے۔ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ
ہیں۔ اور کوئی حدینہ بغیر نشانوں کے نہیں گزرتا“ دربر ۹ جولائی ۱۹۷۱ء
اسی طرح فرماتے ہیں۔

”ان چند سطروں میں جو شیخ یونیاں ہیں۔ وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے“ (براہمن اسٹڈیہ جسٹیفیم ۵۵)

مگر ان الفاظ سے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی توہین نہیں ہوتی۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
لئے تو آپ نے تین ہزار معجزات بیان فرمائے ہیں لیکن اپنے لئے کئی
لاکھ نشانات کا ذکر کیا ہے۔ لہذا ہر ہے۔ کہ نشان اور معجزہ میں بہت
بڑا فرق ہوتا ہے۔ نشان عام لفظ ہے مگر معجزہ خاص۔ ایک پیشگوئی
بعض دفعہ ہزاروں بلکہ لاکھوں نشانات پر مشتمل ہو سکتی ہے چنانچہ
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے براہین احمدیہ کے حوالہ کر
ہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ نے چند پیشگوئیوں کو دس لاکھ سے زیادہ
نشانات پر مشتمل قرار دیا ہے

سب معجزات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ہیں

علاوہ ازیں یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جس قدر بھی نشانات و معجزات ہیں سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی وجہ سے آپ ہی کے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں

”سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو فرمایا“
جب شلخ اپنی بیخ سے جدا نہیں ہوتی۔ اور نہ فرع اپنے اصل سے
تو حضرت یسوع موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خواہ کی لاکھ نشانات
ہوں۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہی منسوب ہونگے
اور آپ کی ہی غلامی کی برکات کا ثمرہ کہلا جائیگے۔ اس صورت میں یہ خیال
بھی پیدا نہیں ہو سکتا کہ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی امانت ہوتی ہے۔ بلکہ ہر متقن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی قوت قدسیہ کا قائل ہو گا۔

معجزة شق القمر حضرت مسیح موعود

رسول کریم ص کے اشد عید و لم کی امانت کے الزام میں حضرت شکیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر بھی پیش کیا گیا ہے کہ

له خست القمر المنير وان الى

خسای القهران المشرقان التملکو
عالمک و سدر کر فی اوقات قیامت را بخت افزایند بر این شیخ کاتب محمد امیر

اعدہ می میں یوں کیا گیا ہے کہ "اس کے لئے جاندار کے خوف کا نشان

ظاہر ہوا۔ اور میرے لئے چاند سورج دونوں کا۔ ایسا کیا تو انکار کر گیا۔

مطلب یہ ہے کہ رسول کریم مسلم کے لئے بجز مشق القلم کا ہرگز راہ

اسیابی نے میری صداقت کے لئے سوچ بوجھ دوپٹوں کے گرہن کی خبر دی
 کہ اس صداقت پر نہ کہ یہ بات کہ جو کہ میری زندگی میں ہو کر رہے ہیں

گلوگ مری کچائی پر ایمان نہیں لائے تھے۔ اسے جسک کی کوئی بات تھی

اس امر کا مزید ثبوت کہ حضرت کبیر موعود علیہ السلام مجزہ شق القمر کے

تاکل غوریہ کے کچھ نزلتے ہیں۔ مدرسہ امجدیہ آنحضرت علیہ السلام کا جو

مسق القمر ہے۔ اسی الہی طاقت کے پہلو میں آیا تھا۔ کوئی دعا اس کے ساتھ
 شہر پہنچ کر نہ ہو۔ صرف انظر کے اشارے سے حوالہ الہی طاقت کے بھی

مہولی تھی۔ دھوڑ میں آگیا تھا۔ "وَسَیْنِہُ کَمَالَاتِ اِسْلَام" (۱۶۹)

بیانِ سلام کا درناک سناخہ

آنحضرت ﷺ کا وصال

یہ وہ زمانہ ہے جب مسلمان ہر لحاظ سے کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ انکی تکلیف اور دکھ سب دور ہو چکے ہیں۔ کفار کی طرف سے آئے اسیانیا بند ہو چکی ہیں۔ سارے عرب پر اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے۔ مال و دولت کی کمی نہیں۔ ابتدائی ایام کا نقشہ اس وقت بالکل ایک خوب ہو چکا ہے۔ مگر اسی اور مناسبت کے بدل پھٹ چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا نور ہر طرف چمک اٹھا ہے۔ اہم سے اہم معاملہ سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ تک آسمانی ہدایات موجود ہیں۔ کبیل دین ہو چکی ہے۔ روحانی لذت کے دریا بہ رہے ہیں۔ اور مسلمان اپنے خالق و مالک کے حقیقی عباد بن کر اس کے انصاف کے وارث بن چکے ہیں۔ لیکن انہیں کی سلام خدا کے اس کے ساتھ ایک ایسا سانحہ تعلق ہے جس کا ہم دگمان ہی ان کے لئے ناقابل برداشت تھا یعنی اس کبیل دین کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو جائے۔ اور آپ محبوب حقیقی کے پاس چلے جائیں۔ کیونکہ آپ جس مقصد کے لئے دنیا میں سبوت کئے گئے تھے وہ حاصل ہو چکا تھا۔

مرض کی ابتداء

۱۹ یا ۱۸ صفر ۱۱ جمادی الاول ۱۱ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدمی رات کے وقت جنت البقیع یعنی مسلمانوں کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر طبیعت ناساز ہو گئی۔ اس وقت آپ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ لیکن چونکہ ادراج مطہرات سے آپ کسی قسم کی نا انصافی کو ارا نہ فرماتے تھے۔ اس لئے ناسازی طبع کے باوجود آپ پانچ یوم تک عیال باری ان کے اس تشریف بھاتے رہے۔ در شنبہ کے روز مرض نے شدید صورت اختیار کر لی۔ تو آپ نے دیانت فرمایا کہ کل کس کے ہاں باری ہے ادراج مطہرات کے بخیر عرض کیا کہ جہاں حضور کی مرضی ہو تشریف لے جائیں۔ باریوں کی پابندی ایسی حالت میں ضروری نہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی۔ آپ پوجہ و نعمت و تقاربت حضرت علیؑ اور حضرت عباسؑ کے کندھوں کا سہارا لے کر ان کے پاس پہنچے۔ اور انہیں کے گھر آپ کا وصال ہوا۔

مناسبت سے عشق

جب تکاس آپ میں چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کی معمولی سی بھی سکتا رہی۔ آپ مسجد میں تشریف لاکر نماز پڑھاتے رہے۔ آخری نماز جو آپ نے پڑائی وہ مغرب کی نماز تھی۔ چونکہ سر میں سخت درد تھا۔ اس لئے رد مال باندھ رکھا تھا۔ عشاء کی وقت آپ نے دریا نہ فرمایا۔ نماز ہو چکی یا نہیں عرفین کیا گیا۔ حضور کا انتظار رہا۔ آپ غسل فرمایا۔ اور مسجد

میں جانے کے لئے اٹھنے لگے۔ کہ غش آگیا جب ہوش آیا تو پھر نماز کے متعلق دریافت فرمایا۔ صحابہ نے وہی جواب دیا۔ آپ نے پھر غسل فرمایا لیکن اٹھتے وقت پھر غشی طاری ہو گئی تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ اور جب آفاقہ ہوا۔ تو ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر نماز پڑھا دیں آخری خطبہ

وفات سے چار روز قبل آپ کی طبیعت میں قدرے سکون ہو گیا۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ پانی کی سات شکلیں مجھ پر ڈالی جائیں۔ اس کے بعد حضرت علیؑ اور حضرت عباسؑ کا سہارا لیکر مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ آہٹ پا کر پیچھے ہٹنے لگے۔ مگر آپ نے اشارہ سے روکا اور ان کے قریب ہی بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو آخری خطبہ ہے۔

شرک سے اجتناب کی تاکید

اس خطبہ میں آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں ابوبکر کی دولت اور صحبت کا سب سے زیادہ ممنون ہوں اگر میں دنیا میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بنا سکتا۔ تو ابوبکرؓ کو بنا لیتا لیکن اسلام کا رشتہ دوستی کے لئے کافی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا تم سے پہلی قوموں نے اپنی انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا ہیں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ ایسا سرگزشت گزرتا کرنا۔ انصار کا مرتبہ

پھر فرمایا میں انصار کے معاملہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں مسلمان تو بڑھتے جائیں گے لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے۔ وہ میرے جسم میں بمنزلہ سعدہ کے ہیں۔ وہ اپنا فرض ادا کر چکے۔ اب تمہیں ان کا فرض ادا کرنا ہے جو غلیفہ ہو۔ اس کو چاہئے۔ ان میں سے نیکو کاروں کو قبول کرے۔ اور خطا کاروں کو معاف کرے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بعض اشیاء کو حرام اور باقی کو حلال قرار دیا ہے۔ اس لئے حلال و حرام کی نسبت میری طرف کی جائے۔

نیکیا اعمال کا حکم

اس کے بعد آپ نے نبیائے قیسی نصیحت فرمائی جسے اگر مسلمان یاد رکھتے۔ تو دین و دنیا میں اس طرح رسوا نہ ہوتے۔ جس طرح مذہب میں اعلیٰ پایہ رکھنے والوں کی اولادیں ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے خیر خدا کی بیٹی فاطمہ اور اے خیر خدا کی بیٹی صفیہ عذاکے ہاں کے لئے خود کچھ کر لے۔ میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا۔ خطبہ سے فارغ ہو کر آپ پھر حضرت عائشہ کے حجرہ میں تشریف لے آئے۔

تین وصیتیں

صحیح بخاری باب ذکر وفات میں آتا ہے کہ اسی دن یعنی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے جانے سے قبل آپ نے تین وصیتیں فرمائی تھیں جن میں سے ایک تو یہ ہے۔ کہ کوئی مشرک عرب میں نہ رہے۔ پلے در پلے یہ کہ سفر کا احترام حسب دستور سابق کیا جائے۔ اور تیسری لڑکی بھول گیا۔

توحید کی محبت

خدا کی توحید آپ کو جبراً عروج دیتی تھی اس کا اندازہ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ایک دن من میں بہت شدت تھی۔ اور کہ بک عینی کیونکہ آپ کی چاروں طرف پر الہیہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ اس وقت میں نے آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے لعنت اللہ علی الیہود والنصارى اتخذوا قبر رانلیارہم مساجداً یعنی یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔ آپ نے حضرت عائشہ کے پاس چند اشرفیال رکھی ہوئی تھیں۔ اس حالت میں عینی میں ان کا خیال آیا۔ تو اسی وقت ارشاد فرمایا کہ انکو خیرات کر دینا ہے اور فرمایا کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خدا سے بگمان ہو کر ملیگا۔

وصال الہی

در شنبہ کے روز نظر ہر جمیعت میں سکون تھا۔ لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ آپ نے پردہ اٹھا کر دیکھا۔ اور سکرانے پھر پردہ ڈال دیا۔ جوں جوں دن چڑھتا گیا بار بار غشی طاری ہوتی تھی۔ جب آفاقہ ہوتا۔ تو آپ کی زبان مبارک پر مع الذین انعم اللہ علیہم اور اللہم فی الرفیق الاعلیٰ کے الفاظ آتے۔ وفات سے تقریباً ہی قبل آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ٹیک لگائے لیٹے تھے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ آئے ان کے ہاتھ میں سواک تھی۔ آپ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کی خواہش ظاہر فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سواک اپنے دانتوں میں زرم کر کے دی۔ اور آپ تندرستوں کی طرح سواک کرتے رہے۔

نماز اور غلاموں سے حسن سلوک کی تاکید

سر پر کے وقت سانس اکھڑ گیا۔ پانی پاس رکھا تھا۔ آپ کہیں اس میں ہاتھ ڈالتے اور پھر چہرے پر ہتے کبھی سونہر پر چادر ڈال لیتے۔ اور کبھی ہٹا دیتے۔ اس وقت بھی آپ نے نماز اور غلاموں کے تعلق تاکید کرتے ہوئے فرمایا۔ الصلوٰۃ وما مملکت ایمانکم اس کے بعد ہاتھ اوپر اٹھا کر اٹھلے سے اشارہ فرمایا۔ اور تین دفعہ فرمایا۔ بل الرفیق الاعلیٰ اور یہ کہتے کہتے ہاتھ نکالے گئے۔ اور روح حبشہ سے پرواز کر گئی۔

تجہیز و تکفین

اگلے روز یعنی بروز شنبہ تجہیز و تکفین ہوئی۔ تدفین کے لئے وہی مقام یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تجویز ہوا۔ جہاں آپ نے وفات پائی تھی۔ جنازہ حجرہ کے اندر ہی رکھا تھا۔ لوگ باری باری آتے۔ اور میں نماز جنازہ پڑھ کر چلے جاتے۔ بعد ازاں وہ بچوں نے بھی نماز جنازہ ادا کی۔ حضرت علیؑ بفضل بن عباسؑ اس سارے بن ذیہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے جب مبارک

قبر میں اتارا۔

تحقیق الادبی

آریہ سماج کی مذہبی کتب میں گوشت خوری کی اجازت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگرچہ آریوں میں ایسے لوگوں کی روز افزوں ترقی ہو رہی ہے جو گوشت خوری کی نہ صرف زیادت بلکہ ملی تائید کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اب تو ایسے منجے بھی پیدا ہو رہے ہیں جو گائے کو دوسرے جانوروں پر کوئی اختیار نہ دیتے ہوئے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ گائے کا گوشت کھانے والوں سے آریوں کو کوئی پریشانی نہ کرنا چاہیے۔ اور ان کے ساتھ مل کر کھانی لینا چاہیے۔ تاہم ایسے لوگ بھی ہیں جو گوشت خوری بہت بڑا پاپ قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے ان گوشت خور بھائیوں کے مقابلہ میں جنہوں نے کچے ہوئے گوشت کو ٹھہرا پرنا دے کالذت آفرین نام دے رکھا ہے۔ اسے ”مہا پاپ“ بتاتے ہیں۔ حالانکہ ان کی مذہبی کتب کو جن کی تقدیس ان کے نزدیک مسلم ہے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندو دھرم میں بھی گوشت خوری جائز ہے۔ اور نہ صرف جائز بلکہ بعض موقعوں پر اس کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اسے مذہبی رسوم میں داخل کیا گیا ہے۔

مہا بھارت میں گوشت کی تعریف

مہا بھارت جو ہنود کی ایک مقدس کتاب ہے اس کے ۱۸ ویلے ۱۵ پر راجہ جڈیشتر بھیشم جی سے کہتے ہیں ”دنیا میں جو ذائقہ گوشت کا ہے اور کسی چیز کا نہیں گوشت سے جہانی لذت بڑھتی ہے۔ تو بید خون ہوتا ہے۔ گوشت سے بہتر اور کوئی غذا نہیں“

اس حوالہ میں گوشت کا خوش ذائقہ ہوتا اس کے استعمال سے جہانی طاقتوں کا بڑھنا۔ افزائش خون اور خوشہ میں صید الطعام لحظہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اس سے بہتر اور کوئی غذا نہیں، کیا آریہ سماج ان اس پر غور کریں گے۔

دشنت سمرتی کا بیان

دشنت سمرتی جس کا ترجمہ بھاشا میں پنڈت بھیم مہیں صاحب نے کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۱ پر لکھا ہے۔

”اور بھی شرعی دھرم میں لکھا ہے کہ آئے ہوئے برہمن کو شتر کا گوشت اور اتھنی کے لئے بڑے بکرے اور بڑے بیل کو پکاؤ“

(شلوک ۸)

گویا سماں نوازی کے لئے مرغوب کھانا گوشت ہی قرار دیا گیا اور جگہ جگہ کے گوشت کے استعمال کی وجہ بھی بتائی

گئی ہے اور وہ یہ کہ اس کے کھانے سے اولاد نہایت لائق سمجھا رہی ہیں دنیوی علوم کے کامل طور پر فائدہ اٹھانے والی فصیح و بلیغ آسمانی کتب سے پوری واقفیت رکھنے والی نیز ان پر عمل کرنے اور دوسروں سے کروانے والی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ برہدار نیک اپنشد ادھیائے ۸ برہمن ۴ منتر ۱۸ میں لکھا ہے۔

”یو پرش چاہے کہ میرا پتر پنڈت پرکھیا۔ پرسمہ۔ سندھ کا وکٹا سپورن آریہ کا بھوگنے والا ہو وہ پرش جو ان بیل رتھوا اس سے کچھ زیادہ عمر والے بیل کا مانس چادلوں کے ساتھ پکا کر اس میں گھی ڈال کر اپنی عورت سمیت کھا دیں“

رام اور لچھمن جی کا عمل

ان حوالوں کے علاوہ سری رام چندری ہمارا ج جن کو آریہ سماجی بھی پریشور کا بھگت اور بہت بڑا انسان قرار دیتے وہ اور لچھمن جی ہمارا ج بھی مانس خور تھے۔

رامائن آریہ کا نڈ ادھیائے ۳۷ شلوک ۱۵ میں لکھا ہے۔

”ہند رام چندری سے کہتے ہیں اے رگھو آپ اپن حنر پنکھیوں پر گزارہ کریں اور روتھ چکر ٹوٹا اور نلہ پھلیوں کو کھاؤ اس طرح لکھا ہے۔“

”ریشب وہ دونوں بھائی (یعنی رام اور لچھمن) اربش مار کر گائے اور شام کو اس کا مانس کھا کر ایک درخت کے نیچے رہنے لگے“

رامائن اجودھیہ کا نڈ سرگ ۵۴ شلوک ۱۰۲

اگر گوشت خوری پاپ ہے تو سوال یہ ہے کہ سری رام اور لچھمن جی کیوں اس پاپ کے مرتکب ہوئے۔

گوشت خوری کے متعلق شاستروں کا فتویٰ

در اصل گوشت خوری شاستروں کا ہی حکم ہے۔ اگر موجودہ آریہ سماجی اپنی کتابوں کو پس پشت ڈال چکے ہوں تو یہ اور بات ہے وگرنہ صاف لکھا ہے۔

”رام چندر نے لچھمن کو کہا کہ ہرن کو مار کر جلدی لا۔ کیونکہ شاستروں میں جیہی وہی لکھی ہے ویسے ہم کریں۔ لچھمن اس حکم کو پا کر ہرن مار لایا اور اس سے ہرن کیا اور پھر کھایا“

(اجودھیہ کا نڈ سرگ ۵۴ شلوک ۲۲ تا ۳۶)

اسی طرح اجودھیہ کا نڈ سرگ ۵۵ شلوک ۳۲، ۳۳ میں لکھا ہے۔

”ایک کوس جا کر دونوں بھائیوں نے پوتر ہرن کو مارا اور جن کے کنارے چلے گئے“

پانچ جانوروں کی حالت

پہرا مانس کش کٹھا کا نڈ سرگ ۷۱ شلوک ۳۹ میں لکھا ہے ”پانچ قسم کے جانور جو پانچ انگلیوں والے ہیں اور برہمنوں کے کھانے کے لائق ہیں ان کے نام یہ ہیں بھارچو۔ بھہ۔ گرو۔ خرگوش اور کچھو کائیں“

منوادھیائے ۵ شلوک ۳۵ میں لکھا ہے ”شاستروں کی عید سے جو مانس شہ ہے اس کو جو آدمی نہیں کھاتا وہ برہمنوں میں تیس جنم تک پشوبنٹا ہے“

گوشت خوری سے راحت

پہرا اس سے بڑھ کر گوشت خوری کی اور کس طرح ترغیب دی جاسکتی ہے کہ منوادھیائے ۳۷ شلوک ۳۴ تا ۳۵ اور بنشت سمرتی میں لکھا ہے۔ کہ شراذھ میں اگر پتروں کے لئے تل چاول ماش اسمبزی وغیرہ دی جائے تو پتر صرف ایک ماہ خوش رہتے ہیں۔ پھل کے گوشت سے دوماہ ہرن کے گوشت سے تین ماہ مینڈک کے گوشت سے ۴ ماہ پرندوں کے گوشت سے ۵ ماہ بکر کے گوشت سے ۶ ماہ بیل کے گوشت سے ۷ ماہ جیکار کے گوشت سے ۸ ماہ سرخ ہرن کے گوشت سے ۹ ماہ اور سور کے گوشت سے ۱۰ ماہ کچھوے اور بھارچو کے گوشت سے گیارہ ماہ خوش رہتے ہیں“

ویدوں میں سوختنی قربانیوں کا ذکر

شاستروں کے علاوہ ویدوں سے بھی گوشت خوری کے جواز پر روشنی پڑتی ہے۔ اس کے لئے پہلا ثبوت ستیارتھ پرکاش سے ہی پیش کیا جاتا ہے۔ سماں دیانند جی بائبل کے متعلق فرماتے ہیں ”قربان گاہ کے بنانے اور سوختنی قربانیاں چڑھانے کا ذکر چھٹے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ یاجورہوں سے بائبل میں گئی ہیں“ (باب تیرھواں)

گویا ویدوں سے نزدیک بھی جانوروں کی قربانی بالکل جائز اور درست ہے۔ پھر یہ معلوم کسی جانور کا گوشت کھالینا کس طرح پاپ ہو سکتا ہے مگر وید ادھیائے ۲۴ منتر ۲۸-۲۹ میں بھی لکھا ہے

”اے ہانتور دیوتا تیرے لئے سفید ہرن اور مٹر کے لئے لال ہرن اور دان کے واسطے بھینس اور برہمپت کے واسطے اور کوا دشتری لوہار کے لئے اونٹ اور پر جاتی کے واسطے منشی قربان کیا جاتا ہے“

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ آریوں کا گوشت خوری بخیر منی ہوتا درست نہیں۔ جب ان کی اہامی اور مذہبی کتب گوشت خوری کے جواز کا فتویٰ دے رہی ہیں تو عقلاً اور اخلاقاً ان کا حق نہیں کہ وہ گوشت خوری پر اعتراض کریں۔

مسلمانانِ پونچھ کے دکانیہ حالات

ملازم بری اور سگناہوں کو سٹوپیہ جرن

پونچھ شہر سے پانچ تیل کے فاصلہ پر موضع تیتری نوٹ میں ایک مکہ دکاندار کی معمولی دکان کو رات کے وقت آگ لگ گئی مالک دکان آگ لگنے کے وقت خود دکان پر موجود تھا۔ صبح ہوتے ہی وہ مقام میں رپورٹ دینے کی خاطر شہر آیا۔ شہر پہنچے تک تو راستہ میں وہ یہی بیان کرتا رہا کہ فلاں مکہ نے جو اس کا دیرینہ منافع ہے۔ اس کی دکان جلا لی ہے۔ اور مٹا گیا ہے۔ کہ اس نے پہلے سب انپکٹر تھانہ مندر کے پاس بھی اسی قسم کے بیان دیئے۔ مگر جو وہی وہ سنگٹھنی سوداؤں کے ہتے چڑھا انہوں نے لعنت و ملامت کرنی شروع کر دی۔ اور کہا مسلمانوں کا نام نہ لیتا۔ تو ایک تو وہ قید ہو جاتے۔ دوسرے تجھے معاوضہ مل جاتا۔ اس سبق کے ہتے ہی دکاندار مذکور کی کایا پلٹ گئی اور اس نے ایک ہندو وکرائس نوٹس سے عرضی لکھا کہ وزیر محاسب جاگیر پونچھ کے پاس بھیج دی وزیر صاحب نے درخواست پر توجہ ہی کو نہ فرمائی اور سب انپکٹر پولیس کو تفتیش پر مامور کیا جو مکہ سب انپکٹر پولیس کے پاس وہ پہلے ہی سے ایک مکہ کے خلاف بیانات دے چکا تھا۔ اور تحقیقات میں رپورٹ ابتدائی کے مطابق ہی اصلیت بھی عیاں ہو گئی۔ اس واسطے اس نے سوائے ملازم مذکور کے کسی اور طرف قدم نہ بڑھایا۔ گورنر اور تحصیلدار اصلیت معلوم کر کے واپس چلے آئے۔ مگر یہ معلوم اندر ہی اندر کیا اسباب پیدا ہو گئے۔ کہ تیسرے روز تحصیلدار مذکور نے پھر موقعہ واردات پر پہنچ کر دوبارہ تحقیقات شروع کی گاؤں کے دکاندار اور دوسرے لوگوں نے مکہ کے خلاف شہادتیں دیں۔ مگر تحصیلدار صاحب ہندو لڑائی کے نشہ میں کچھ ایسے چور تھے۔ کہ انہوں نے کہہ دیا۔ میں ان الجھنوں میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اور اس کے بعد دکان کی حقیقت پر چرچہ ہو کر نظر در آئی اور جن جن گھروں تک آپ کی نظر پہنچی ان گھروں زمینداروں کو ملازم گردان کر۔ ۱۰۰ روپیہ سزا سے جرمانہ کا حکم سنایا۔ یا درجہ کہ تحصیلدار مسلمان ہے۔ پٹواری دیہہ نے گھروں کی فہرست ترتیب کی جو ۴۲ کی تعداد پر مشتمل ہے۔ کیا دنیا میں ایسا بھی کہیں اندر میرے۔ کہ اعلیٰ مجرم کو بری کر کے بے گناہ زمینداران و دہلے کو سخت سزا قرار دیا جائے۔ سیدنا منصفانہ کاروائی محض ہندو حکومت کو خوش کرنے کے لئے کی گئی۔ اور شاید اسی کا سلسلہ ہے کہ آپ کے صاحبزادے کو جو عرصہ چھ سال۔ پنجاب اور

پونچھ میں مسلمان ملازموں سے نا انصافی

ریاست پونچھ میں مسلمانوں کی آبادی ۹۴ فیصدی ہے۔ مگر ملازمتوں میں ان کا حصہ چار فیصدی سے بھی کم ہے۔ اور اس وقت جبکہ ریاست جوں و کشیر کے مسلمان اپنے جائز حقوق کے لئے زبردست جدوجہد کر رہے ہیں۔ حکومت پونچھ موجودہ مسلمان ملازمین کو بھی ملحدہ کر رہی ہے۔ بعض قابل اور تجربہ کار مسلم افسروں کو صدر مقام سے تبدیل کر کے بیرونی علاقہ میں بھیجا جا رہا ہے۔ سردار امیر محمد صاحب سب انپکٹر تھانہ سٹی نے حکومت کی پیش بہا خدمات سر انجام دی ہیں۔ کئی بار ہندوؤں کی سادھو کو طشت ازبام کر کے خوفناک فوجی کی روک تھام کی ہے۔ ڈاکوؤں کا مقابلہ بھی آپ نے نہایت جرات اور بہت سے کیا اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ لیکن اب سنا ہے کہ ان خدمات کا صلہ اس طرح ملنے والا ہے۔ کہ انہیں تبدیل کر کے کسی جنگلی علاقہ میں بھیجا جائیگا۔ اور ان کی جگہ ایک ہندو سب انپکٹر تعینات کر دیا جائیگا۔ جس کا تقرر مسلمانوں کے لئے پیام موت کا حکم رکھتا ہے۔ اور غالب گمان ہے کہ اس کے آتے ہی ہندوؤں اور سکھوں کو اپنی مسلم کش سازشوں کو بروئے کار لانے کا موقع مل جائیگا۔

پونچھ میں ڈوگر فوج کی سکھاہی

ڈوگر فوج سپاہی جو جوں و کشیر میں امن قائم کرنے میں سخت ناکام رہے ہیں۔ اور جن کی نا اہلیت کی وجہ سے وہاں گورنر افواج سنگھانا گزیر ہو گیا تھا۔ وہ پونچھ میں بھی گئی ہیں۔ ان فوجیوں نے ٹھکانا بڑا دہ کے مسلمانوں سے اپنے کھانے کے لئے بکوسے۔ اٹے۔ دودھ۔ مرغیاں۔ اور گھوڑوں کے لئے گھاس وغیرہ کا مطالبہ کیا۔ اور جس نے ذرا بھی چوں چرائی۔ اسے زد و کوب کر کے اس کے گھر میں زبردستی گھس گئے۔ اور جو کچھ ہاتھ آیا ہے کر چیتے بنے۔ ان کی اس درندگی سے عام علاقہ میں سنسنی پھیل ہوئی ہے۔ شریعت اور پردہ دار استورات کی عصمت دری کے واقعات بھی سننے میں آئے ہیں مسلمان عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے اپنی عورتوں کو گلوں میں چپا کر پتھر ہیں

والے پونچھ کی خدمت میں مسلمانوں وفد

حال میں مسلم سہزادین ریاست پونچھ کا ایک وفد راجہ صاحب

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ سہند دار سکھ خوفناک طور پر مسلح ہو رہے اور طرح طرح کی اشتعال انگیزوں سے آمادہ فساد ہیں۔ اس کا انسداد کیا جائے اور ان سے ہتھیار چھین لئے جائیں۔ اور اگر کسی مسلمان کے پاس کوئی ہتھیار ہو تو وہ بھی لے لیا جائے۔ ورنہ فساد کی ذمہ داری ہندوؤں پر اور خود حکومت پر ہوگی۔ نیز حکومت نے تحصیل چار باغ سے مسلح سکھوں کے جو جیتے منگوائے تھے۔ اور جنہیں سسر جادوین نے واپس کر دیا تھا۔ وہ اعلیٰ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ ہمیں حکومت نے اجازت دی ہے۔ کہ جہاں موجودہ مسلمانوں کو مار دو اور ان کی جائدادیں لوٹ لو۔ ان کے متعلق انتظام کیا جائے۔ نیز جو لوگ اخبارات میں غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

مہاراجہ صاحب نے اس وفد کو کوئی قلمی بحث جواب دینا متا سب نہیں سمجھا۔ جس سے مسلمان پہلے سے بھی زیادہ خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض تو پنجاب کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہے۔ کئی ایک بے گناہ جیلوں میں پڑے سرارتے ہیں۔ اور اتنی رقم ان پر جرمانہ کی جا چکی ہے۔ جو شاید پشہا پت تک بھی وہ ادا نہ کر سکیں۔ (نامہ نگار)

مسلمان کشمیر کافرئیں میں شرکت نہیں کریں گے

جوں ۲۵۔ مادیج بیگ مینور مسلم ایوسی ایشن کے زیر اہتمام مسلمانان جوں کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا جس میں حسب ذیل وزراء داد میں با تقاضا ہونا منظور ہوئی۔
۱۔ قرار پایا۔ کہ جس طرح حکومت کشمیر نے آئینی کافرئیں کے لئے ہندوؤں سکھوں اور بدھوں کے نمائندے ان اقوام کے مشورے سے منعقد کئے۔ اسی طرح اسے مسلمانوں کو بھی مشورہ دینا چاہیے تھا۔ کہ اس کافرئیں کے لئے اپنے نمائندے خود نامزد کریں۔ لیکن چونکہ حکومت نے ایسا نہیں کیا۔ نیز چونکہ کافرئیں نے گورنر کے بعض مسلم نامزد نمائندے اس بات کی اہلیت نہیں رکھتے کہ پیش آمدہ اہم مسائل کو سمجھ سکیں۔ یا ان پر بحث کر سکیں۔ اس لئے مسلمان کافرئیں میں شرکت کرنے سے معذور ہیں اور وہ اس کافرئیں کے کسی فیصلے کے پابند نہیں ہوں گے۔
۲۔ یہ بھی قرار پایا گیا۔ کہ مسلمان کافرئیں میں شرکت کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ حکومت مندرجہ ذیل امور کے متعلق احکام صادر کرے۔
۱۔ اعلیٰ تمام سیاسی قیدیوں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دے۔
۲۔ تمام سیاسی نوعیت کے مقدمات واپس لے لے۔
۳۔ کافرئیں کے نمائندے مختلف اقوام کے تناسب آبادی کے لحاظ سے نامزد کرے۔

جس کے تحت تمام مسلمانان جوں کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا جس میں حسب ذیل وزراء داد میں با تقاضا ہونا منظور ہوئی۔

آل انڈیا کشمیری کمیٹی کے تازہ اجلاس کی اہم قراردادیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مال میں آل انڈیا کشمیری کمیٹی کا ایک اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں حسب ذیل اہم قراردادیں منظور کی گئیں:-
کشمیر میں مسلمانوں کی حق تلفی

۱۔ اس کانفرنس کی رائے میں دستور اساسی کے مسئلہ کے تعلق جو گینسی کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ اس کی ہیئت ترکیبی مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ مسلمان کشمیر کو ان کی آبادی کے تناسب کے مطابق کمیشن مذکور میں نیابت نہیں ملے گی۔ اور اکثر مسلم ارکان جو نامزد کئے گئے تھے۔ اس کام کی اہمیت نہیں رکھتے۔ یہ کانفرنس حکومت کشمیر کے اس فعل کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے۔ کہ غیر مسلموں کے نامزد ارکان اقوام متعلقہ کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد مقرر کئے گئے ہیں لیکن مسلم ارکان مسلم قوم سے کسی قسم کا ذکر کرنے کے بغیر خود بخود نامزد کئے گئے ہیں کانفرنس حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ کمیشن میں اپنے نمائندے نامزد کرنے کے لئے مسلمانوں سے درخواست کی جائے۔

۲۔ اس کانفرنس کی حتمی رائے ہے۔ کہ جب تک شیخ محمد عبداللہ اور قاضی گوہر رحمن جو مسلمان کشمیر کے مستند اور مسلم رہنما ہیں فی الواقعہ نہیں کئے جاتے۔ تاکہ وہ کمیشن کے ساتھ مسلمانوں کا معاملہ متناظر طور پر مرتب کرنے کے قابل ہو سکیں۔ گینسی کمیشن کا مرتب کردہ سوہدرو اساسی مسلمانوں کے لئے تسلی بخش نہیں ہوگا۔

۳۔ یہ کانفرنس ان بدعنوانیوں اور بدسلوکیوں کے خلاف احتجاج کرتی ہے۔ جو ریاستی جیلناؤں میں مسلمان سیاسی قیدیوں کے ساتھ روا رکھی جاتی ہیں۔ اس کی ترمیم کرنے کے لئے ہے۔ کہ جب تک تمام اشراف جو عدم تشدد کی سرگرمیوں کی وجہ سے محبوس کئے گئے ہیں۔ رہائش کئے جاتے۔ ریاست میں امن قائم ہونا ناممکن ہے۔

۴۔ اس کانفرنس کو یہ معلوم کر کے افسوس درپنہ ہوا کہ ہندوؤں اور دیگر مقامات میں مسلمانوں کے قابل احترام مذہبی دھماؤں کی گورنر مشنر کے حکم سے برسرعام بے حرمتی اور تذلیل کی گئی۔ اس کی رائے ہے۔ کہ گورنر مذکور کو فوراً علیحدہ کیا جائے۔ نیز دوسرے عہدہ داران متعلقہ کے طریق عمل کی تحقیقات بجائی امن کے لئے ضروری ہے۔

۵۔ یہ کانفرنس شیخ عبدالقیوم کے ہوم منسٹر کشمیر مقرر کئے جانے کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ کیونکہ مسلمان کشمیر کا اسے کبھی اعتماد حاصل نہیں ہوا۔ اس کانفرنس کی رائے ہے۔ کہ کامیہ وزارت میں کم از کم دو ایسے مسلمان مقرر کئے جائیں۔ جنہیں مسلمانوں کا اعتماد حاصل ہو۔

۶۔ یہ کانفرنس بعض مسلمان وکلاء کے اخراج کے خلاف احتجاج کرتی ہے۔ جو سیاسی مقدمات میں صفائی کی طرف سے پیروی کر رہے تھے نیز صفائی پیش کرنے کے لئے ریاست سے باہر کے مسلم وکلاء کو داخلہ کی اجازت نہ دینے کے خلاف عدائے احتجاج بلند کرتی ہے حکاکم ریاست کے اس رویہ سے یہ خیال پیدا ہونے کے وجہ موجود ہیں کہ ریاست سیاسی مقدمات کی پیروی کا نا انہیں چاہتی۔ اور عدم تعاون کی سپرٹ کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ لہذا یہ کانفرنس حکاکم ریاست سے مطالبہ کرتی ہے۔ کہ لازموں کی ممانعت کے لئے تمام وکلاء کو پیش ہونے کی اجازت دی جائے۔

۷۔ نیز اس کانفرنس کی رائے ہے۔ کہ بیرونی دیکھ بھال کے لئے میں روپیہ نہیں لینا اس امر کا متفق ہے۔ کہ لازموں کو مناسب پیروی سے محروم رکھا جائے۔ اور مطالبہ کرتی ہے۔ کہ موجودہ حالات میں اس میں کی وصولی بند کر دی جائے۔

مسلمانان ہند جو قریب سے آل انڈیا کشمیری کمیٹی کا شکار

جب سے آل انڈیا کشمیری کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس نے نہایت اخلاص سے مسلمانان کشمیر کی ہر ممکن طریق سے مدد کی ہے اور سینکڑوں تباہ مال مسلمانوں کو ہلاکت سے بچایا ہے۔ اگر اس کو مانتے میں دوسرے خود غرض لوگ روکا جائیں تو آئندہ تو مسلمانان کشمیر کمیٹی کے اپنے حقوق حاصل کر چکے ہوتے۔ ہیں افسوس ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے کشمیر کمیٹی کو مالی امداد دینے کی طریت

بہت کم توجہ کی ہے۔ حالانکہ حقیقی اور محسوس کام کشمیر کمیٹی ہی کر رہی ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم اس وقت مسلمانان راجوری کی ایک مراسلت شایع کرتے ہیں جس میں انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا بخیر ادا کیا ہے۔ اس قسم کی بسیوں مراسلت ہیں کشمیر کے مختلف علاقوں سے موصول ہو چکی ہیں۔ جن میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات کا بچے دل سے اعتراف کیا گیا ہے۔ مسلمانان راجوری کی مراسلت حسب ذیل ہے

”ہم جلد مسلمانان تحصیل راجوری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یہیں یہ اچھی طرح محسوس ہو گیا ہے۔ کہ یہی ایک کمیٹی ایسی ہے جو غریب اور ناتوان مسلمانوں کی ہر گز کوچ میں خبر دے رہی ہے۔ ہم ایک ایسے ویران جنگل کے رہنے والے ہیں جن کا خبر گیر تحت اثری سے لوح محفوظ تک سوائے ذات باری کے اور کوئی نہیں مگر اس کمیٹی نے ہمارا ہاتھ پکڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اور ہم پر بخوبی واضح ہو گیا ہے۔ کہ اس کمیٹی کی نظر بہت باریک بین ہے۔ پس ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اسے زمین و آسمان کے خالق اور رزاق و مافیہا کے ناظم ہماری اس مدد و معاون کمیٹی کو جو آج آڑے وقت میں ہماری خبر گیری کر رہی ہے۔ مضبوطی رکھ اور مضبوط بنا۔ خصوصاً جناب صدر صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے احسانات کو تمام فرقوں کے مسلمان کسی صورت میں بھی بھولی نہیں سکتے۔ ہماری بہت ساری مصائب کا اس کمیٹی کی مہربانی سے کچھ نہ کچھ ازالہ ہو گیا ہے۔ اور ابھی بہت سی مشکلات موجود ہیں۔ اگر یہ کمیٹی اپنی کوششیں جاری رکھنے میں سرگرم رہی تو انشاء اللہ ایک نہ ایک دن ان مصائب سے بھی ہم نجات حاصل کر لیں گے۔ باقی حالات وقتاً فوقتاً پیش ہوتے رہیں گے۔ یہ چشمی بد یہ سزا دہاری طرف سے کمیٹی کی خدمت میں ارسال ہے۔ ہیں احترام ہے۔ کہ جو کچھ کمیٹی کر رہی ہے۔ وہ ہمارے دل و دماغ پر پوری طرح اثر انداز ہے۔ اس سے قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ کشمیر کمیٹی مسلمانان کشمیر کی مدد کرنے میں کس قدر سرگرم عمل ہے۔ والسلام (خاکسار شمس کشمیری)

آل انڈیا کشمیری کمیٹی کی مالی امداد

مسلمانان نواب پور علاقہ مغربی خاندان کا بہت بہت شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے اسلامی مہاروی کے تعلق اپنے فرض کو محسوس کرتے ہوئے اپنے مظلوم بھائی مسلمانان کشمیر کے لئے ایک سو روپیہ کی رقم ارسال کی ہے۔ انشاء تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور اس بات کی ہمیش از پیش توفیق عطا فرمائے۔

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ دوسرے علاقوں کے دروہند مسلمان بھی اس طریت جلد امداد فرمائیگی۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو چندہ بھیج کر مسلمانان کشمیر کی امداد میں اس کا ہاتھ بٹائیں گے۔ کمیٹی وقت کشمیر کے ہزاروں تباہ حال اور یتیم و یتیم مسلمانوں کی ضروریات کو حتی المقدور پورا کر رہی ہے۔

خاکسار شمس کشمیری

تبلیغی تنظیم ضلع ڈیرہ غازی خان

۱۲ مارچ زیر مہارت مولوی عبدالاحد صاحب تنظیم ضلع غازی خان
ملتان موجودگی امیر صاحب جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خان
جس میں بالفاق رائے حب ذیل ہمدہ داران منتخب
کئے گئے :-

۱) نائب تنظیم ضلع ڈیرہ غازی خان - اخوند محمد افضل خان صاحب
۲) سرگرم سکریٹری تبلیغ - حکیم عبدالقیل صاحب
۳) انچیکر تبلیغ تحصیل ڈیرہ غازی خان - رانا فیض بخش صاحب
۴) انچیکر تبلیغ تحصیل سنگھ - سردار فیض اللہ خان صاحب
۵) انچیکر تبلیغ تحصیل جام پور - سردار خدا بخش خان صاحب
۶) انچیکر تبلیغ تحصیل راجن پور - منشی غلام رسول صاحب
یہ انتخاب منظور کیا جاتا ہے۔ عملی کام شروع کر دیا جائے
اور کوشش کی جائے کہ اس سال کے خاتمہ پر تمام دیہات
ڈیرہ غازی خان میں ایک دفعہ تبلیغ ہو جائے۔

نائب مہتمم صاحب تبلیغ ڈیرہ غازی خان میں تبلیغ کرنے
اور کمانے کے ذمہ دار ہونگے۔ اس طرح انچیکران تبلیغ اپنی
اپنی تحصیل کے اندر تبلیغ کرنے اور کمانے کے ذمہ دار ہونگے
عملی کام شروع کرنے سے قبل تحصیلدار تبلیغ کرنی جائے۔
یعنی ہر تحصیل کو کسی حلقوں میں تقسیم کر کے ہر حلقہ کا ایک الگ
سکریٹری تبلیغ مقرر کیا جائے۔ پھر کئی دیہات کے انصار اللہ
میں ایک ایک یا دو دو تبلیغ مقرر کر دئے جائیں۔

سکریٹریان تبلیغ انصار اللہ تبلیغین سے رپورٹیں لیں اور
۱۵ انچیکران تبلیغ تحصیل کو اپنے حلقہ کی کارگزاری کی رپورٹ
دیں انچیکران تبلیغ اپنی اپنی تحصیل کے اندر کام کی رپورٹ
نائب مہتمم تبلیغ ضلع کو بھیجیں۔ اور نائب مہتمم صاحب تبلیغ سارے
ضلع کی رپورٹ دفتر میں بھجوانے کے ذمہ دار ہونگے۔ ناظر دعوت تبلیغ

ڈیرہ غازی خان میں جلسہ

۱۱-۱۲-۱۳ مارچ ۱۹۲۲ء ڈیرہ غازی خان میں
زیر مہارت جناب پروفیسر مولوی غلام حسن خان صاحب ایم
اے جیلڈ ہوا۔ جس کی شہرت اور کامیابی کو دیکھ کر دیگر خلیفہ
شیعہ اسی - ۲ اور انجمنہ تعالیہ نے بھی اس طرح سے اپنی

تبلیغی رپورٹ ضلع امرتسر

بابت ماہ فروری ۱۹۲۲ء

تبلیغی تنظیم کے ماتحت یہ پہلی رپورٹ ہے جو بطور نمونہ
ضلع کی جاتی ہے۔ ناظر دعوت تبلیغ
انچیکران تبلیغ کی طرف سے رپورٹیں بروقت فراہم نہ
ہو سکیں۔ اور انچیکر تحصیل ترن تارن کی طرف سے ماہ مذکور کی
رپورٹ تاحال نہیں پہنچی۔ دیگر رپورٹوں کا غلام درج ذیل ہے۔
تحصیل اجنالہ - چوہدری غلام محمد صاحب انچیکر تبلیغ نے
اپنے حلقہ کی رپورٹ بروقت پہنچائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ
چوہدری رحمت علی صاحب سکریٹری تبلیغ تھے۔ اجنالہ - سرنہ - پرنگ
چیماری بھٹنڈوں وغیرہ امتعات میں دہان کے انصار اللہ سے
باقاعدہ تبلیغ کر دی۔ اس تک پیغام حق پہنچایا۔
چیماری اور بھٹنڈوں میں غیر احمدیوں کے مولوی سے احمدیت
پر گفتگو ہوئی۔ اچھا اثر ہوا۔
دوجوال کے انصار اللہ نے ۱۵ دیہات میں تبلیغ کی۔
۱۷ آدمی زیر اثر ہیں۔

محلانوالہ - یہاں کے انصار اللہ بڑی سرگرمی سے تبلیغ کر
رہے ہیں۔ مگر رپورٹ بھیجنے میں سست ہیں۔
لاناوالہ - چوہدری سوات خان صاحب منبر دار تبلیغ سکریٹری
دن رات دیہات کا دورہ انصار اللہ کی معیت میں کرتے رہتے ہیں
کوٹلی سرنہ - اولیائیں - جوگانوال - بھٹے وڈہ وغیرہ دیہات میں
پیغام حق پہنچایا۔

کریال - چوہدری غلام محمد صاحب سکریٹری تبلیغ نے چاروں
موضع جتروال میں تبلیغ کی۔ اور ایسا ہی موضع مود سے میں بارہیل کا سفر کر
تبلیغ کے لئے گئے۔ کریال کے انصار اللہ نے موضع اولیائیں میں
تبلیغ کی۔ لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ہم مغرب سب کو
مسند بطور پر مشورہ کو کہہ بیعت کریں گے۔

تحصیل امرتسر - ماسٹر محمد فیض صاحب نے بڑی تدریج اور کوشش
سے کام کیا ہے۔ ان کی رپورٹ کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ امرتسر میں
ایک عیسائی خاندان زیر تبلیغ رہا۔ سلسلہ کا انگریزی اور اردو لکچر تقسیم
کیا گیا۔ آسانی بادشاہت کی کہ جلد میں غرورفت کی گئیں۔
مجیہ میں اشتهار ندائے ایمان اور غلبہ حقہ خیر تقسیم کئے گئے۔
اور ۳۵ اخیر احمدیوں اور ۱۵ عیسائیوں کو پھینکا۔ اچھا کیا گیا۔ اس
جماعت نے تبلیغی اشتهارات کی شہادت کا بھی کام شروع کر دیا ہے۔
اشہار محلہ کرموں کا مولود آچا کے عنوان سے چھپ کر شائع کیا

ملتان میں شاندار جلسہ

۱۶ مارچ ۱۹۲۲ء باغ لاگے خان ملتان میں ایک شاندار
جلسہ کیا گیا۔ ایمان شہر کو بذریعہ سادی اطلاع دی گئی۔ قریباً
ایک ہزار کے مجمع میں مولوی غلام رسول صاحب راجپوتی نے دعا
سیح - ختم نبوت اور صداقت سیح مولود پر لیکر دیا۔ اور ثابت کیا
کہ نبوت کا سلسلہ بند نہیں بلکہ جاری ہے۔ سامعین نے صداقت
احمدیت کے مقبول گہرا اثر قبول کیا۔
جماعت ملتان نے اس وقت جو سرگرمی اور اخلاص
سے تبلیغ سلسلہ کا کام شروع کیا ہے۔ اس کے لئے وہ میرے
شکریہ کی مستحق ہے۔

سیدوالہ ضلع لائل پور

۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء کو زیر اہتمام انجمن احمدیہ سیدوالہ میں
ایک پبلک جلسہ کیا گیا۔ جس میں ہندوستان سب شامل ہوئے
گیانی دا حد حسین صاحب نے صداقت اسلام اور گورو
بابا نانک کے مسلمان ہونے پر مؤثر لیکچر دیا۔ پبلک نے
دلچسپی کے ساتھ سنا۔
ناظر دعوت تبلیغ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنجاب کونسل نے گذشتہ اجلاس میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی کہ موجودہ اجلاس تک فرقہ وارانہ کا تصفیہ کر کے رپورٹ کرے۔ اس کے ممبر کپتان سکندر حیات خان۔ سر جوگندر سنگھ اور ڈاکٹر نارنگ تھے۔ ۲۹ مارچ کو کونسل کے اجلاس میں کپتان سکندر حیات خان نے کمیٹی کی طرف سے اعلان کیا کہ وہ اس تصفیہ کرانے میں ناکام رہی ہے۔ اور رسمی طور پر یہ کام بند کر دیا گیا ہے۔

۲۹ مارچ کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں ریونیو ممبر نے اعلان کیا کہ ایک کمیٹی بیت جلد مقرر کی جائیگی۔ جو دیہاتیوں کے قرضہ جات کے متعلق تحقیقات کرے گی۔ اس کمیٹی کے صدر مسٹر کالورٹ فنانس کٹر مقرر ہوئے ہیں۔

۸ دسمبر سکندر کو بگت سنگھ دس کے موقع پر پولیس ایک شورش انگیز ہجوم کے پیچھے ڈی۔ اے۔ دی کالج کے کپتان میں داخل ہو گئی تھی۔ اور لالھی چارج کیا تھا۔ جس میں ایک پولیس کو بھی چوٹیں آئی تھیں۔ پروفیسر نے کورنر مسٹر نیل اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے خلاف دس ہزار کا دعویٰ کر دیا۔ ۲۹ مارچ آغا محمد علی مرزا بینیر سہنج لاہور نے مسٹر نیل کے خلاف ساڑھے پانچ ہزار کی ڈگری دیدی۔ فیصلہ میں آپ نے لکھا ہے کہ کالج کی عمارت پبلک جائے نہیں۔ اور پولیس کو بغیر اجازت اس میں داخل ہو کر حملہ کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ فیصلہ ۷۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ مسٹر ڈگلا سوامی اننگز جو پندرہ سال سے مرکزی مجلس قانون ساز سے ختم رستے تھے۔ اور کونسل آؤٹسٹ کے رکن تھے۔ ۲۹ مارچ کو دس بجے شب چھاپیس سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

۲۹ مارچ کو دس برسے ہند نے بنگال ایمر جنسی باڈر آرڈی جنس سکالڈ اور سکالڈ کے منیمہ کے طور پر ایک آرڈی جنس جاری کیا ہے جو سکالڈ کا آٹھواں آرڈی جنس ہے۔ جموں کی تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ مسلم نمائندگان ہند شرکت کے باوجود سرکاری اور ہندو ممبر کشمیر گول میز کانفرنس کا کام کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کانفرنس نے اسل کی ضرورت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور اب اس کی تفصیل اور اختیارات پر بحث ہو رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ علاقہ میرپور میں مسلمانوں پر پھر تشدد

کا دور دورہ ہے۔ مرد گرفتار کئے جا رہے ہیں۔ لوگ کثرت سے ہجرت کر کے جہلم آرہے ہیں۔ اس وقت تک چار سو مرد۔ ساڑھے سات سو عورتیں اور ساڑھے تین سو بچے جہلم میں پناہ گزین ہیں۔

محاصرہ سول اینڈ ملٹری اگزیٹ نے قریبی اشاعت میں ایک مضمون لکھا ہے کہ انصاف کا تقاضا ہے کہ حکومت کشمیر نے جہاں ان مندروں کو معاف نہ دینا منظور کیا ہے۔ جہاں نماد کے دوران میں نقصان پہنچا۔ وہاں ان مساجد سے بھی وہی سلوک کرے۔ جو ان منگاموں میں ہندو کم کر دی گئی ہیں۔

مہاراجہ کشمیر دالیان ریاست کی کانفرنس میں شرکت کے لئے ۲۹ مارچ کو دہلی گئے۔ مسٹر کالون بھی ان کے ساتھ صورت پولیس نے ایک کانگریس کمیٹی کے پریزیڈنٹ کو گرفتار کیا ہے۔ جو مسز اسے بچنے کے لئے ایک عورت کے لباس میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ عدالت نے اسے چھ ماہ قید کی سزا دی۔

دہلی سے ۲۸ مارچ کا ایک سرکاری اعلان منظر ہے کہ نیڈل فنانس کمیٹی نے ایک متفقہ رپورٹ ہوائی ڈاک کے ذریعہ وزیر ہند کے پاس بھیج دی ہے۔

لندن کی ایک عدالت میں ایک شخص نے اپنی بیوی کے اغوا کا مقدمہ دائر کیا۔ تمام حالات کی سماعت کے بعد مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھا ہے کہ ایک بالغ اور شاہی شدہ عورت کی پریشانی ایک آزاد خیر کی سی ہے۔ نہ کہ غلام کی سی۔ وہ جب چاہے اپنے خاوند کے گھر سے جا سکتی ہے۔ مروجہ قانون اسے ہرگز نہیں روک سکتا۔

آئر لینڈ میں جب سے سرکاری دیر کی حکومت قائم ہوئی ہے برطانیہ کے خلاف جذبات بڑھ رہے ہیں۔ ۲۷ مارچ کو جمہوری فوج نے ایک زبردست جلوس نکالا۔ دھواں دھار تقریب کی گئیں۔ جن میں حلف و فدا داری کی تیو اور سالانہ خراج کی پیش پر زور دیا گیا۔

دہلی سے ۲۹ مارچ کا ایک سرکاری اعلان منظر ہے کہ ۲۹ مارچ کو ایک قبائلی ٹکڑے جس کی تعداد ڈیڑھ سو سے تین صد تک بیان کی جاتی ہے۔ فورٹ ملٹین کے قریب ایک سرکاری فوجی چوکی پر حملہ کر دیا۔ اور پانچ سپاہی ہلاک کر دیے۔ مزید تک پہنچنے پر لشکر انسانی سرحد کے پار چلا گیا۔ حملہ آوروں کا نقصان جان

۲۹ مارچ کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں تحریک پیش کی گئی۔ ایکلڈور۔ ڈاکٹر کی سرکاری امتحان کی تجویز کو رد کر دیا جائے۔ لیکن وزیر تعلیم کے بقول وہ نے پرکھیں ٹیڈنگ کمیٹی مڈل کے امتحان کے متعلق مزید غور کرے گی۔ قریب دایہ سے لی گئی۔

دہلی سے ۲۹ مارچ کی اطلاع ہے کہ دہلی کے وقت جب ایک پوسٹ میں ڈاک خانہ کی طرف جارہا تھا۔ تو دونوں جوانوں نے اس کی آنکھوں میں خاک جو تک دی اور گردن دبا کر سورتیہ جو اس کے قبضہ میں تھا لیکر فرار ہو گئے۔

۲۹ مارچ کو دہلی کے بعض مقامات پر خون کا بارش خون کے انقلابی پورسٹریاں پائے گئے۔ جنہیں پولیس اٹار کرے گئی ۲۹ مارچ کو اسل میں ایک سال کا جواب دیتے ہوئے فارین سکریٹری نے کہا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں ہمارے آئندہ سیاسی درجہ کے متعلق کوئی اعلان نہیں کر سکتا۔ ایک اور سوال کے جواب میں سر جیمز کریڈل نے بتایا کہ ماہ فروری کے آخر تک سول تا فرانی کی تحریک میں ۴۸۱ عورتیں سزایاب ہو چکی ہیں۔ ہندوستانی مسئلہ کے متعلق وزیر ہند نے جو تازہ تقریر کی ہے اس کے متعلق ایک اخباری نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے مولانا شفیع داؤدی ایم ایل۔ اے سکریٹری آل انڈیا مسلم کانفرنس نے کہا۔ کہ ہندوستان کی تمام جماعتیں برطانیہ کے وعدوں کا انتظار کرتے کرتے ٹھک گئی ہیں۔ اور اب ضروری ہے کہ وہ جلد از جلد عملی صورت میں ہمارے سامنے آئیں۔

۳۰ مارچ کو اسل میں حکومت کو بنگال کے نظربندوں کی تبدیلی کے مسودہ قانون پر پہلی شکست ہوئی۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر فضل حسین عقیق چار ماہ کی رخصت پر جانیراے ہیں۔ اور نواب صاحب چیتاری ان کی جگہ کام کریں گے۔

اسل کے اجلاس میں ۲۹ مارچ کو حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ سرکاری حکام کے معارف میں کمی کی گئی ہے اسی طرح ارکان اسل کے سفر خرچ میں بھی قنیت کی جائیگی۔ الہ آباد سے ۲۹ مارچ کی خبر ہے کہ ملک مسلم نے آئینل جسٹس چوہدری نعمت اللہ کو ہائی کورٹ کا مستقل جج مقرر کر دیا اس سے قبل آپ ایڈیشنل جج تھے۔

۳۰ مارچ کو بمبئی میں ایک شخص بک میں اپنا روپیہ جمع کرنے گیا۔ تو کسی نے پیچھے سے کھوڑا قادم سے تر رہا اس کے ناک پر روک کر پھینک کر دیا۔ اور چشم زدن میں دس ہزار روپیے کر چھپت ہو گیا۔

۳۰ مارچ کو بنگال کونسل کے اجلاس میں ہوم ممبر نے کہا۔ کہ متوجہ کے بعض اظہار میں لائنس کے بغیر سائیکل پر چڑھنا ممنوع قرار دیدیا گیا ہے شنگھائی سے ۲۹ مارچ کا بیجاں ٹھہرت کہ تنگ کو نہ نہ دینے کے متعلق مکمل طور پر فیصلہ ہو گیا ہے۔ تعمیرات بھی چند روز میں طے ہو جائیں گی۔